جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ لاہور

بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید

جمادی الثانی
سنہ ۱۴۲۳ھ

ستمبر
سنہ ۲۰۰۲ء

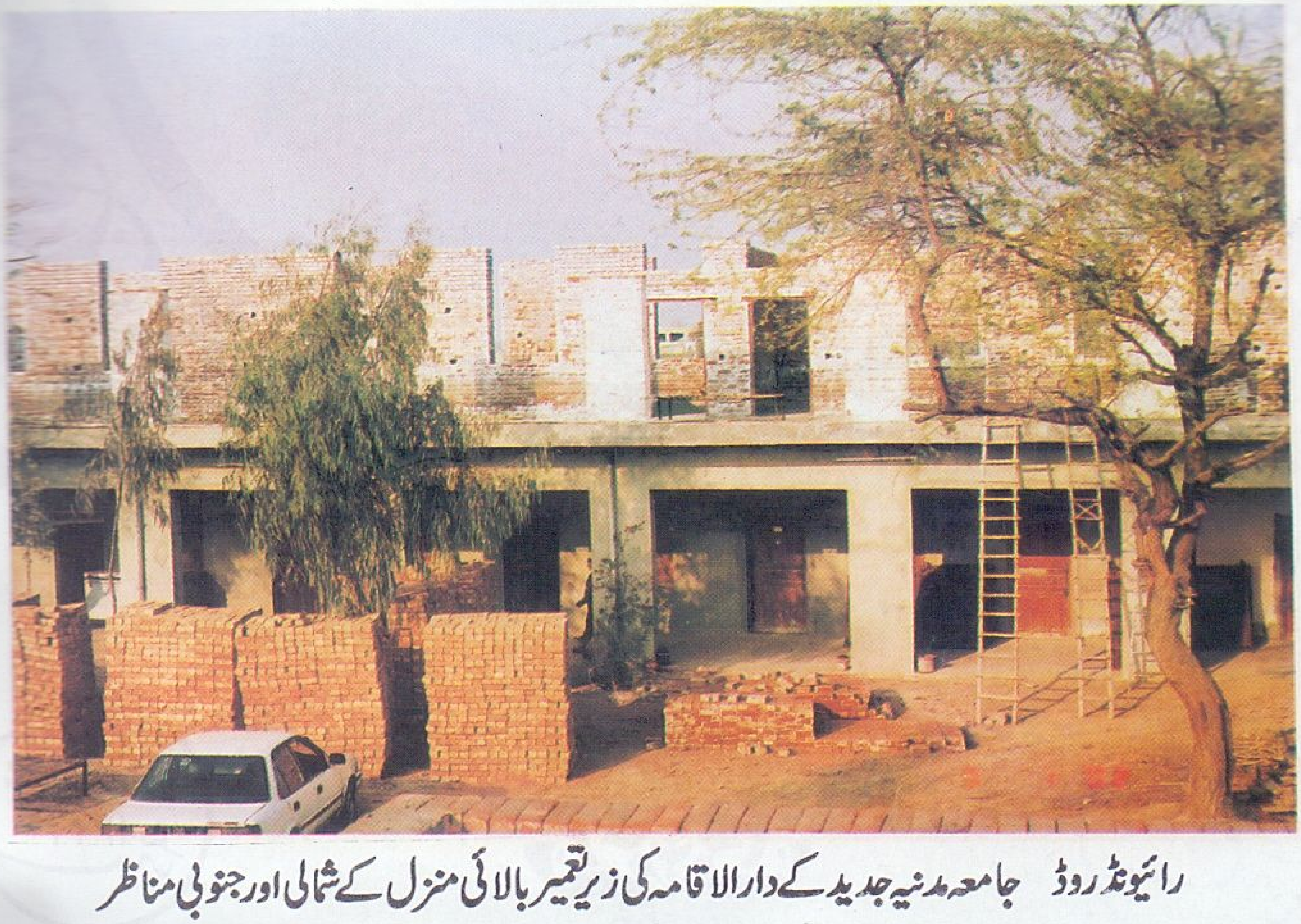

رائیونڈ روڈ   جامعہ مدنیہ جدید کے دار الاقامہ کی زیرِ تعمیر بالائی منزل کے شمالی اور جنوبی مناظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۱۰ | جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ - ستمبر ۲۰۰۲ء | شمارہ : ۹

مدیر اعلیٰ

سیّد محمود میاں

مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ

لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے	سالانہ ۱۵۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی	۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش	۶ امریکی ڈالر
امریکہ، افریقہ	۱۶ ڈالر
برطانیہ	۲۰ ڈالر

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ــــــ سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ــــــ ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

پوسٹ کوڈ : 54000 موبائل : 0333.4249301

فون : 7724581 فون / فیکس: 92-42-7726702

E-mail : jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوار مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا

اِس شمارے میں

حرف آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
فرقہ واریت کیا ہے؟	حضرت مولانا منیر احمد صاحب	۱۷
دینی مسائل		۲۶
فہم حدیث	حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۳۶
پاکستان میں عدم رواداری	مسز طاہرہ کوکب صاحبہ	۴۴
حاصل مطالعہ	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۰
تحریک احمدیت		۵۵
تقریظ وتنقید		۶۰

جامعہ مدنیہ جدید کا موبائل

0333-4249301

☆

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

jamiamadaniajadeed@hotmail.com

☆

E-MAIL ADDRESS

islam_fahmedeencourse@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم امابعد !

امریکی محکمہ دفاع کے تھینک ٹینک کی جانب سے گزشتہ ماہ ایک بیان جاری کیا گیا ہے جس میں سعودی عرب کو امریکہ کا سب سے بڑا دشمن اور شیطانی طاقت قرار دیا گیا ہے۔ امریکی روزنامہ ''واشنگٹن پوسٹ'' کی رپورٹ کے مطابق جولائی کے مہینہ میں پینٹا گون کی ایک میٹنگ میں کہا گیا ہے کہ ''سعودی عرب ہمارے دوستوں کے خلاف مہم میں پیش پیش ہے وہ دہشت گردوں کی سرپرستی کرتا ہے اور برائی کا سرچشمہ ہے۔''

پینٹا گون کی طرف سے بش حکومت پر زور دیا گیا ہے کہ ''اگر عراق کے خلاف امریکہ کی ممکنہ کارروائی میں سعودی عرب اس کا ساتھ نہ دے تو اس کے تیل کے ذخائر اور بیرون ملک اثاثوں کو تباہ کر دیا جائے''۔

راس الکفر امریکہ کی جانب سے مسلمانوں کے روحانی مرکز کے خلاف ان ناپاک عزائم کا اظہار خدا اور اس کے رسول کے احکامات کو پیش نظر رکھنے والے اہل حق علماء وصلحاء کی نظر میں نہ تو تعجب کی چیز ہے اور نہ کوئی نئی بات البتہ امریکہ کے ظاہر بین اتحادیوں کے لیے ضرور تعجب کی چیز ہوسکتا ہے بلکہ خود سعودی حکمرانوں کے لیے بھی حیرت کی چیز ہوسکتا ہے جو کہ ہمیشہ سے امریکہ کے قریبی دوست رہے ہیں اور اس پر اندھا اعتماد کرتے چلے آرہے ہیں اور اس اعتماد کی آڑ میں اہلِ کفر نے ان پر غفلت کی ایسی چادر اُڑھا دی کہ کفر کی مسلمانوں سے ازلی دشمنی سے متعلق خدا اور رسول کی واضح ہدایات ان کی نظروں سے اوجھل ہوگئیں۔ وہ ان کو اپنا مخلص دوست بنا بیٹھے اور اپنے دین اور وطن کے دفاع سے آنکھیں موند لیں۔

قرآن پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے :

''اے ایمان والو نہ بناؤ اپنوں کے سوا کسی کو بھیدی تمہاری بربادی میں وہ کوئی کمی نہیں کرتے ان کی خوشی ہے تم جس قدر تکلیف میں رہو ان کی زبانوں سے تمہاری دشمنی (بے اختیار) نکل پڑتی ہے اور جو (دشمنی) ان کے سینوں میں مخفی ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ہم نے بتلا دیں تم کو نشانیاں اگر تم کو عقل ہے۔سن لو تم لوگ تو ان کے دوست ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں ہیں اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو اور جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں غصہ میں۔آپ کہہ دیجیے مرو تم اپنے غصہ میں اللہ کو خوب معلوم ہیں دل کی باتیں، اگر تم کو ملے کچھ بھلائی تو بری لگتی ہے ان کو اور اگر تم پر پہنچے کوئی برائی تو خوش ہوتے ہیں اس پر اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو کچھ نہ بگڑے گا تمہارا ان کے فریب سے بیشک جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے بس میں ہے۔(سورۂ آل عمران آیت ۱۱۸۔۱۱۹۔۱۲۰)

امریکہ اور اس کے کافر اتحادیوں کی جانب سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عزائم کے کھل کر سامنے آنے کے بعد عالمِ اسلام بالخصوص سعودی اور دیگر عرب حکمرانوں اور پاکستان کے فوجی حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ان سے دوستی یا مرعوبیت کے سبب ان کی ہاں میں ہاں ملانے کی روش ترک کر دینی چاہیے وگرنہ وہ ساعت دور نہیں ہے کہ اپنے مخصوص اہداف کے حاصل ہوتے ہی یہ دوستی کا لبادہ اُتار پھینکیں اور ان کی ننگی تلوار کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی راستہ نہ رہے۔اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ کو کفر کے ہاتھوں رُسوائی سے بچا کر اپنے گناہوں سے رجوع کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ... مولای صل وسلم دائما ابدا — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

درسِ حدیث

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہِ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حکومتیں بدلتی رہی ہیں مگر تیرہ سو سال تک اسلامی قوانین میں تبدیلی کی ضرورت کبھی پیش نہیں آئی فقہ حنفی کی سدا بہاری۔ صدیوں پہلے سے عیسائیوں نے لڑائیوں میں پہل کی کفار نسل کشی کرتے ہیں اسلام میں یہ نہیں ہے۔ خلافتِ راشدہ آج بھی قائم ہو سکتی ہے

تخریج و ترتیب : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

(کیسٹ نمبر ۳۶، سائیڈ بی، ۸۴۔۷۔۶)

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب پیر کا دن ہو تو پیر کے دن کی صبح کو آپ آجائیں اور آپ کے بچے آجائیں تو میں تم لوگوں کے لیے ایسی دُعا کردُوں گا کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کو اور تمھیں دونوں کو فائدہ عطا فرمائیں گے۔ یہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی زیادہ عنایت اور محبت کا ثبوت دیا۔ آپ نے کرم فرمائی کی فرمایا کہ تم اپنے بچوں کو بھی لے آنا پھر میں دُعا کردوں گا، دُعا بھی ایسی کہ تمھیں اور تمہاری اولاد کو اس سے فائدہ پہنچے گا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ جو حضرت عباسؓ کے بیٹے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ والد صاحب تشریف لے گئے اور ہم بھی ان کے ساتھ حاضر ہوئے۔

حضرت عباسؓ اور ان کی اولاد کے لیے دُعاء :

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا دی **اللّٰھم اغفر للعباس ووَلَدہ یا وُلْدہ مغفرۃ ظاھرۃ و باطنۃ لا تغادر ذنبا**۔ خداوند کریم عباس اور ان کی اولاد کو ایسی مغفرت سے نواز جو ظاہری اور باطنی ہو **لا تغادر ذنبا** کوئی گناہ نہ

چھوڑے ہر گناہ کو معاف فرمادے اور دُعا دی اللّٰھم احفظہ فی ولدہ خداوند کریم تو ان کی حفاظت فرما ان کی اولاد میں یعنی ان کی بھی اور ان کی اولاد کی بھی حفاظت فرما اور ان کی اولاد بھی چلتی رہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ **واجعل الخلافۃ باقیۃ فی عقبہ** اور ان کی اولاد میں خلافت باقی رکھ، دیر پا رہے یا ہمیشہ رہے دونوں صورتیں ہوسکتی ہیں بقاء کی۔ اب واقعی ہوا بھی ایسے ہی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد چاروں خلفاء کرام ؓ گزرے۔

بنواُمیہ کا دور، اُتار چڑھاؤ :

ان کے بعد بنواُمیہ کا دور رہا مگر ان کا دور زیادہ عرصہ تو نہیں رہا درمیان میں انہیں زوال بھی آیا زوال ایسا کہ یزید کے انتقال کے بعد رُوئے زمین سے بنواُمیہ کی حکومت ختم ہوگئی۔ فلسطین کے علاقہ میں بنواُمیہ رہ گئے پھر مروان نے کوشش کی اور حکومت قائم کی مگر اُن کی حکومت شام تک رہی تھی کہ ان کا انتقال ہوگیا اُن کے بعد ان کا بیٹا عبدالملک ابن مروان آیا۔

ظالم سالار :

اور اس کو ایک فوج کا جنرل مل گیا بڑا اعمدہ، حجاج ابن یوسف بڑا ذی عقل آدمی تھا بہت بہادر تھا اُس میں بہت سے اوصاف تھے مگر بہت بڑا ظالم حتّٰی کہ معروف ہوگیا یعنی حجاج ابن یوسف کے نام کے ساتھ ساتھ سفاک ہونا خونریز ہونا یہ ایسا عام ہوگیا کہ ہر آدمی جانتا ہے اس نے بڑی خونریزی کی لیکن ان کی حکومت کو اُس نے قائم کردیا تو اب پھر سے دوبارہ شروع ہوئی اور یہ تقریباً ۶۱ھ سے لے کر ۷۵ھ تک تقریباً لڑائیاں وغیرہ رہی ہیں۔ عراق میں وہ ۷۴ھ ۷۵ھ میں آیا پھر وہاں خونریزی کی اس نے اور جم گیا اور اس میں بعد ازاں حجاج ابن یوسف مرگیا پھر حکومت چلتی رہی ان کی مگر زیادہ عرصہ نہیں۔ ان کی حکومت سمجھئے بیس سال یہ اور تقریباً چالیس سال کوئی ساٹھ پینسٹھ سال صرف چلی ہے اس کے بعد ان کے خلاف انقلاب آگیا۔

دعا کا ظہور، بنوعباس کی آمد :

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی یہ اولاد گویا جس کے بارہ میں فرمایا تھا **واجعل الخلافۃ باقیۃ فی عقبہ** ان کی اولاد میں خلافت باقی رکھ۔ اب حضرت عباس رضی اللہ عنہ خود تو خلیفہ نہیں ہوئے، ان کی اولاد میں خلافت شروع ہوگئی جب یہ آئے ہیں تو انھوں نے بھی خوب خونریزی کی ہے اور بنوامیہ کو دبایا ہے اور پھر جو چلی ہے ان کی خلافت تو بڑے طویل

عرصہ چلی ہے صدیوں اور حکومت اسلامی میں یہ تبدیلیاں تو آتی رہیں کہ حکومت بدل گئی یہ تو ایسے ہی مثال سمجھ جیسے اب ایک جماعت کی حکومت ہے پھر اس کے مقابل جماعت کی حکومت آ جائے گویا حزب اختلاف حزب اقتدار بن گئی اس طرح کی شکل ہوئی مگر رہی سلطنت اسلامی ہی بہت دور تک بہت آگے تک۔

اسپین کی فتح :

بنواُمیہ ہی میں سے کچھ لوگ چلے گئے تھے انھوں نے سپین فتح کیا پھر انھوں نے وہاں حکومت بنالی وہاں بنواُمیہ کی چلتی رہی مگر بہت دور بنتی ہے وہ جگہ اِدھر سے افریقہ کا اور اُدھر سے یورپ کا آخری سرا بنتا ہے۔

فتح اور خیر القرون :

ایک حدیث شریف میں یہ گزرا تھا کہ ایک دور آئے گا کہ پُوچھا جایا کرے گا کہ کوئی ایسا موجود ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہو ہے کوئی تو کہا جایا کرے گا کہ ہے تو فتح ہو جائے گی اس کے بعد ایسا دور آئے گا کہ پوچھا جایا کرے گا کہ کوئی ایسا ہے جس نے صحابی کو دیکھا ہو یعنی تابعی جسے کہتے ہیں تو کہا جایا کرے گا کہ ہیں تو پھر فتح ہو جائے گی۔ اور پھر ایسا دور آئے گا کہ پوچھا جایا کرے گا کہ کوئی ایسا آدمی ہے جس نے ایسے آدمی کو دیکھا ہو جس نے صحابی کو دیکھا ہو یعنی تبع تابعین۔

فقہاء تبع تابعین :

یہ دور گزرا ہے ائمہ کرام کا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تبع تابعین میں سے ہیں اور امام ابو یوسفؒ تبع تابعین میں ہیں، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی تبع تابعین میں ہیں۔ اس طرح سے یہ چند ائمہ ہیں جو تبع تابعین میں بنتے ہیں۔ ان حضرات کا جتنا بھی دور تھا یہ سارا فتوحات کا دور تھا انھوں نے جدھر رُخ کیا ہے ناکامی نہیں ہوئی۔

مفتوحہ علاقوں کی تفصیل :

لڑتے لڑتے اِدھر بخارا تک آ گئے یہ سارا علاقہ فتح کیا۔ یہ وہ علاقہ ہے جس کے بیچ میں اور ہمارے درمیان پہاڑ آتے ہیں ہم اس طرف ہیں اور وہ اُس طرف ہیں۔ وہاں سے چلے ہیں اور اُدھر اُوپر چلے گئے (شمال کی طرف) پھر افغانستان فتح ہو گیا سندھ فتح ہو گیا ملتان تک آ گئے گویا اثرات ڈال گئے، یہاں حکومت اسلامی طرز کی پورے ہندوستان پر رہی ہو ایسی صورت تو نہیں ہوئی کچھ علاقوں پر البتہ اسلامی دور میں حکومت رہی ہے۔ اس طرف گئے تو مصر ہے مصر سے

آگے لیبیا ہے الجزائر ہے مراکش ہے تیونس ہے الجزائر سے آگے سمندر ہے وہاں تک وہ پورا کنارہ۔ مصر سے نیچے جنوب میں یہ سوڈان حبشہ جو علاقے اُس وقت آباد تھے ان علاقوں میں زیادہ سے زیادہ آبادی بنتی ہے۔ شمال میں ترکی اور ترکی سے آگے یورپ میں داخل ہو گئے یہ بلغاریہ، یوگوسلاویہ اور رومانیہ یہ جو ان کی حکومتیں ہیں یہ سب گویا زیر نگیں آگئے تو دنیا کی واحد طاقت (صدیوں) مسلمان رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے انہی کے زمانے میں ایران ختم ہو گیا انہی کے زمانے میں سلطنت روما ختم ہو گئی ایشیا سے یورپ میں واپس چلی گئی روم تو اٹلی میں ہے اٹلی کا دارالخلافہ روم ہے وہ وہاں سے چلے تھے تو رومی کہلاتے تھے وہیں واپس انھیں بھاگنا پڑ گیا، یہ سارے علاقے خالی ہو گئے۔ یہ اردن ہے شام ہے فلسطین ہے جو حصہ اسرائیل بنا ہے فتح ہو گیا صحرائے سینا ہے اور اس کے علاوہ لبنان ہے یہ سارا علاقہ اُوپر ترکی ہے یہ سارا فتح ہو گیا قبرص فتح ہو گیا جو ایک جزیرہ ہے مالٹا فتح ہو گیا جو ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے اور جنوب میں یمن تک پورا جزیرہ عرب فتح ہو گیا۔ کچھ صحابہ کرامؓ کے دور میں تو دنیا میں اُسی وقت دونوں سلطنتیں (ایران اور روم) ختم ہو گئیں تھیں اور مسلمان فقط ایک طاقت رہ گئے تھے آپس کے جھگڑے بھی ہوئے خونریزیاں خانہ جنگیاں یہ بھی ہوئیں انقلابات بھی آئے، بنواُمیہ جاتے رہے پھر بنواُمیہ آگئے پھر بنواُمیہ چلے گئے پھر بنوعباس کا دور چلتا رہا۔

مسلمانوں کے دارالخلافے :

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دارالخلافہ بنایا تھا کوفہ عارضی طور پر، جنگی مصلحت تھی جنگی نقطہ نظر سے وہ جگہ موزوں تھی تو اسے بنایا ان کا انتخاب درست تھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی بعد میں دارالخلافہ دمشق کو بنایا مدینہ کو تو نہیں بنایا۔ ان کے بعد بنوعباس آئے انھوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسی جگہ چنی اُنھوں نے عراق کا شہر کوفہ چنا تھا انھوں نے بغداد چنا، بغداد کا نام بعد میں رکھا گیا بغداد اُس زمانے میں مدائن کہلاتا تھا بصرہ سے شام جاتے ہوئے راستہ میں ایک حصہ آتا ہے وہ مدائن کہلاتا ہے۔ مدائن ہی کا ایک حصہ ہے جہاں شہر بن گیا بڑا یہ بغداد کہلاتا ہے، بغداد سے پہلے یہ مدائن کہلاتا تھا۔

اسلامی قوانین بدلنے کی کبھی ضرورت نہیں پڑی البتہ حکومتیں بدلتی رہی ہیں :

تو ساری دنیا پر یہ حکومت چلتی رہی یہ ہی قوانین چلتے رہے اسلامی قوانین میں تبدیلی نہیں آئی یہ ٹھیک ہے کہ حکومتیں بدلتی رہی ہیں مگر قانون یہی اسلامی رہا ہے۔ پھر ایک اور انقلاب آیا اس میں سلطنت عباسیہ ختم ہو گئی اور ترکی حکومت شروع ہو گئی، ترکوں کی سلطنت عثمانیہ عثمان علی خان یہ غالب آگئے انھوں نے سلطنت عثمانیہ ترکیہ قائم کر لی۔ یہ بھی خلیفہ ہی کہلاتا تھا یہ چلتی رہی۔

بے مثال سپر پاور :

اتنی بڑی دنیا کی واحد (اسلامی) طاقت تو یہ مثال تو دنیا میں ملے گی ہی نہیں کہ دنیا کی واحد طاقت صدیوں چلتی ہو تیرہ سو سال چلتی رہی۔ سوائے اسلام کے قانون بھی وہی اور وہ کافی شافی۔

نبی علیہ السلام کی طرف سے دعوت نامہ اور عیسائیوں کی طرف سے جواب میں دشمنی :

میں نے آپ کو شاید پہلے بتلایا ہو کہ لڑائی جو شروع ہوئی تھی وہ اس طرح شروع ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعوت نامے بھیجے ۶ ھ میں جب اہل مکہ سے صلح ہوگئی یعنی صلح حدیبیہ، دعوت ناموں میں مضمون یہ تھا کہ تم اسلام قبول کر لو اس کے سوا کوئی مضمون نہیں تھا کہ تم سلطنت چھوڑ دو یا کوئی اور چیز ایسی ہو نہیں۔ بس اسلام قبول کر لو اللہ کا دین قبول کر لو اور اس دین میں پچھلے ادیان کی جو کتابیں اتری تھیں آسمانوں سے اُن کی تصدیق ہے اُن انبیاء کرام کی تصدیق ہے ان انبیاء کرام کی تعلیمات میں جو ردو بدل خداوند کریم نے فرمایا ہے یا منسوخ فرمایا ہے وہ اس میں ہے اور مزید احکام جن کی دنیا کو اب ضرورت ہے وہ ہیں اور آئندہ دور میں جن کی ضرورت پڑے گی وہ ہیں۔

علمی معجزہ کی حکمت :

اب دور تو علمی شروع ہونے والا تھا نشر و اشاعت کا تحقیقات کا اس واسطہ جناب رسول ﷺ کو جو معجزہ دیا گیا وہ معجزہ بھی علمی دیا گیا قرآن پاک کلام پاک اور حدیثیں یعنی آپ کی گفتگو وہ جو گفتگو اور حدیثیں ہیں وہ ایسی ہیں کہ ان سے مطالب نکلتے ہی چلے آئے ہیں۔ قرآن پاک کی آسان عبارت ہے مگر اس سے مطالب نکلتے چلے آئے ہیں، ایک جگہ کسی طرح کن الفاظ سے آئی ہے ایک بات تو دوسری جگہ دوسرے الفاظ سے آئی ہے یہی بات، تو کسی وقت وہ الفاظ کام آتے ہیں کسی وقت یہ الفاظ کام آتے ہیں یہ اعجاز ہے قرآن کا اور اس پر اہل علم نے بڑی کتابیں لکھی ہیں بیس بیس تیس تیس جلدوں میں تو عام ہیں تفسیر کی کتابیں، اس سے زیادہ جلدوں میں بھی ہے تین سو جلدوں میں بھی ہے، ایک کتاب ہے جس میں آیتوں کا اور سورتوں کا جوڑ بتایا گیا ہے وہ تیرہ جلدوں میں ہے اس کتاب کا نام ہے **نظم الدار فی ربط الآیات والسور** اب سنا ہے کہ وہ کتاب انڈیا میں چھپی ہے علماء ہی لگے ہوئے ہیں، بڑے بڑے اعلیٰ دماغ لگے ہوئے ہیں انھوں نے تفسیریں کی ہیں اور وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ قرآن پاک کے نکات کبھی ختم ہونے والے ہیں ہی نہیں۔ عبارت بالکل آسان سی ہے **انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر** اس کا ترجمہ بھی کیا جا سکتا ہے سمجھ میں بھی آ سکتا ہے **قل ھو اللہ احد** یہ اللہ کے بارے میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو دل میں کیسے سمجھیں وہ بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور وہ بے نیاز ہے اس کا ہم پلہ یا اس کا ہمسر کوئی نہیں ہے یہ آسان

عبارتیں ہیں مگر جب ان پر غور کیا جائے تو جتنا غور کرے گا اُتنے ہی نکات ملتے چلے جائیں گے تو یہ ایک طرح کا علمی معجزہ ہے کسی بھی دور میں چلے جائیں اس سے فائدہ اٹھانا ممکن ہے اس کا فائدہ ختم نہیں ہوتا۔

عیسائیوں کی عداوت :

میں بتا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے والا نامے تحریر فرمائے اس کے بعد روم کی سلطنت نے جن کی شام میں حکومت تھی یہ سوچا کہ ان کو دبا دینا چاہئے بڑھنے ہی نہ دو تو انھوں نے حملہ کیا۔ حملہ کیا تو مقابلہ ہوا اس جگہ کا نام ہے ''موتہ'' جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وہاں کامیاب ہوگئے، دوبارہ پھر معلوم ہوا کہ (عیسائی) جمع ہو رہے ہیں اور حملہ کرنا چاہتے ہیں اور بڑی طاقت سے حملہ کریں گے اور ہرقل جو تھا بادشاہ تھا وہ آرہا ہے تو اس کے لیے رسول اللہ ﷺ خود تیس ہزار صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف لے گئے، یہ وفات سے تقریباً سوا سال پہلے کی بات ہے اس مقام کا نام ہے ''تبوک'' لیکن وہاں کوئی نہیں آیا تو وہاں کچھ روز قیام فرمایا اور پھر واپس تشریف لے آئے۔ ایسے حالات میں ضرورت پڑتی رہتی ہے اس بات کی کہ دشمن جان جائے کہ ہمارے پاس تمہارا جواب ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ جب وہ زیادتی بھی کر چکے ہوں اور لڑائی چھیڑ چکے ہوں اور جب جنگ چھڑ چکی ہو تو پھر ہر ایک کو اپنا انتظام کرنے کا اور اپنا پروگرام سوچنے کا خود اختیار ہوتا ہے تو جنگ تو چھڑ چکی تھی ''موتہ'' میں دوبارہ پھر ہونے والی تھی نہیں ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے پھر حضرت اسامہ ابن زیدؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر تیار کیا جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے مگر طبیعت ناساز ہو گئی اور آپ دنیا سے رخصت ہوگئے تو پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہی لشکر تیار کیا اور بھیج دیا بس اس لشکر کا جہاں مقابلہ ہوا فتح یاب ہوتا چلا گیا۔ ادھر ایران کے بادشاہ کسریٰ نے بھی بدتمیزی کی تھی جناب رسول اللہ ﷺ کے والا نامے کو چاک کیا تھا جس آدمی کے ہاتھ وہ بھیجا گیا تھا اس کی بھی توہین کی تھی تو یہ سمجھئے گا کہ ایک طرح سے حکومت کی توہین ہوگئی تو حکومت کی توہین پر آج کل تو کوئی ذرا سی خلاف ورزی ہو جائے تو پھر سفیر کو بلا کو اس کے سامنے احتجاج کرتے ہیں لیکن یہ طریقہ چھوٹی موٹی بات پر ہے اگر بڑی بات ہو جائے تو پھر یہ نہیں ہوگا اور ہر زمانے میں دستور الگ ہے۔ کسریٰ نے والا نامہ چاک کر کے ایک طرح سے لڑائی کا کام کر دیا پھر تو اس کے پاس بھیجا گیا اور پھر ان سے یہی کہا کہ تم لوگ اسلام قبول کر لو وہاں حضرت مغیرہ ابن شعبہ اور دوسرے اور حضرات تھے حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ تھے ان لوگوں نے عراق کا وہ حصہ جو ایران کے تحت تھا اور کسریٰ کی دولت اور سلطنت کہلاتی تھی اس پر وہ وہاں گئے بات کی دعوت دی وہ نہیں مانے تو لڑائی ہوئی، تو یہ لڑائی اس طرح چھڑی تھی میں آپ کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ اُس وقت سے عیسائیوں سے جو لڑائی چھڑی تھی جو خود

انھوں نے چھیڑی تھی ''موتہ'' کا واقعہ خود ان کا ہے انھوں نے وہاں آدمی (لڑنے کے لیے) بھیجے ہیں تو دفاع کے لیے اسلام کی فوج گئی ہے۔ حضرت جعفر، حضرت عبداللہ ابن رواحہ حضرت خالد بن ولید اور زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہم یہ حضرات جو تھے سردار بنتے رہے اور شہید بھی ہوتے رہے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ آخر میں زندہ رہے اور کامیاب ہوئے۔ یہ لڑائی اُنھوں نے چھیڑی تھی جو آج تک جاری ہے اور آج بھی بند نہیں ہوئی ہے یہ جو (مغرب والے) لطف اندوز ہو رہے ہیں یہاں عراق کی اور ایران کی لڑائی سے اور اپنی کمائی کر رہے ہیں اسلحہ بیچ رہے ہیں وغیرہ وغیرہ ہر طرح مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوششوں میں لگے ہی رہتے ہیں یہ بھی لڑائی ہی کا حصہ ہے اور اس دوران ایسے بھی ہوا ہے کہ یہ کفار کامیاب بھی ہوئے ہیں کامیاب ہو کر اُنھوں نے مثلاً فلسطین پر بیت المقدس پر قبضہ بھی کر لیا مگر پھر مسلمان سنبھل گئے صلاح الدین ایوبی ؒ نے پچاس سال بعد انھیں وہاں سے نکالا انھیں شکست دے دی تو مسلمان واحد طاقت تھے چاہے جس شکل میں رہے ہیں۔ خلفائے راشدین کی شکل میں رہے ہوں، بنو امیہ کی شکل میں رہے ہوں، بنو عباس کی شکل میں رہے ہوں، سلطنت عثمانیہ ترکیہ کی شکل میں رہے ہوں دنیا کی واحد طاقت مسلمان ہی رہے ہیں۔

سازشیں اور نسل کشی :

حتّٰی کہ ان کفار نے پوری سازش کر کے سپین سے بالکل ختم کیا۔ سب سے پہلا کام تو یہ کیا نسل کشی کی ان کے ہاں نسل کشی ہوتی ہے، اسلام نے نسل کشی کی بالکل اجازت نہیں دی ہے اور بڑی حد بندیاں ہیں جو بڑی مفید ہیں کہ بوڑھے آدمیوں کو نہیں مارا جا سکتا، بچوں کو نہیں مارا جا سکتا، عورتوں کو نہیں مارا جا سکتا، راہبوں کو جو تارک دنیا ہیں جو بت خانوں میں یا کہیں بھی بیٹھے ہیں عبادت کر رہے ہیں ان کو نہیں چھیڑا جا سکتا۔

اندرا گاندھی کی غلطی :

اس لحاظ سے تو ہم کہتے ہیں کہ اندرا نے یہ غلط کام کیا کہ (امرتسر میں سکھوں کے عبادت خانہ کے) اندر فوجیں بھیج دیں محاصرہ کر لیتیں پانی کاٹ دیں راشن بند کر دیں بوڑھوں کو جانے دیں تلاشی لے لیں اور پرمٹ دے کر جانے دیں۔ عورتوں کو جانے دیں کسی کی نہ توہین ہوتی نہ کسی کی عبادت رکتی اور یقیناً انھیں آخر کار ہتھیار ڈالنے پڑتے، دو سال سے جھگڑا چل رہا تھا وہاں دو تین مہینے اور چلتا اور معاملہ ٹھنڈا ہو جاتا تو اسلامی قانون کے لحاظ سے تو اس نے غلطی کی یہ نہیں ہونا چاہیے تھا ہرگز بھی، کہنا پڑے گا کہ الکفر ملة واحدة سارے کافر ایک ہی مذاج کے ہیں سب کافروں کا طریقہ ایک جیسا ہے وہ نسل کشی کرتے ہیں کہ بالکل ختم کر دو چنانچہ جہاں ان کو موقعہ ملتا ہے جہاں بس چلتا ہے ایسا ہی کرتے ہیں۔ اتنا عرصہ گزر گیا تقسیم کو لیکن آج تک جہاں ہندوؤں کو موقع ملتا ہے وہ مسلمانوں کی نسل کشی کرتے ہیں مارتے

ہیں، مارنے میں نسل کشی ہوتی ہے یہ نہیں کہ لڑنے والے ہی کو مار رہے ہیں دوسرے کو نہیں مار رہے۔

اسلام میں نسل کشی کی اجازت نہیں ہے :

اسلام میں تو یہی ہے کہ بس لڑنے والوں ہی کو مارو۔ اسلام میں نسل کشی نہیں ہے۔ اگر بمباری کی جائے گی تو شہروں پر نہیں کر سکتے اسلامی قانون کی رو سے یہ خمینی نے کچھ پابندی کی ہے اس کی اور اس کو وہ بہت زور سے دنیا میں اُچھالتا رہا ہے کہ ہم نے شہروں پر بمباری نہیں کی ہم نے انہی جگہوں پر کی ہے جہاں لڑنے والے تھے مقاتِلہ، فوجی اڈے، فوجی ٹھکانے وہاں کی ہے تو اسلامی قانون جو ہے وہ اس طرح کا ہے مگر انھوں نے نسل کشی کی ہے سپین میں۔

اسلام فوج کشی سے نہیں بلکہ اپنی خوبیوں کی وجہ سے پھیلا :

اور مسلمانوں کے اثرات جو تھے بہت بڑے علاقہ میں پھیل گئے تھے یہاں ہندوستان میں ہو گئے چونکہ مسلمان حکمران تھے چاہے قانون پورا اسلامی نہ ہو حکومت بہرحال مسلمانوں کی تھی اور وہ پھیلتے بھی جا رہے تھے۔ بڑھتے جا رہے تھے دُور دُور تک۔ بنگلہ دیش پر کونسی فوج کشی ہوئی ہے جو وہاں بنگالی مسلمان ہوئے ہیں یا اڑیسہ میں یا بہار میں یا آسام میں ان جگہوں پر جو صوبے اُدھر کے ہیں بالکل مشرقی ان پر فوجیں نہیں گئیں ہیں وہاں کے لوگ عام دعوت سے، علماء کے اثرات سے، اولیاء کرام کی کرامتوں سے اور اُن کے عمل سے مسلمان ہوئے ہیں۔ انڈونیشیا میں کون سی فوج گئی تھی جو وہاں بارہ کروڑ آدمی مسلمان ہوئے ہیں کوئی فوج نہیں گئی بس تاجر طبقہ وہاں جاتا رہا ہے۔ انھوں نے ان کے معاملات دیکھے عبادات دیکھیں مسلمان ہو گئے۔ یہ سنگاپور ہے سیام ہے یہ جزیرے ہیں اور ادھر تھائی لینڈ وغیرہ جو کہلاتے ہیں تو اس میں مسلمان ہیں کوئی فوجی نہیں گئے مگر وہاں مسلمان ہیں تو اس طرح سے گویا اسلام پھیلتا چلا گیا پھر انگریز نے ادھر ایسٹ انڈیا کمپنی اور دوسری چیزیں بڑھا بڑھا کر انہیں ختم کیا ہے اس کے بعد یہاں سے اس کو بڑے منافع ملے یہاں سے اس کے مطلب کے آدمی بھی ملے اور بڑی صلاحیتوں والے لوگ مل گئے اس نے یہاں سے فوجیں بھرتی کیں سستی فوجیں چار روپے تنخواہ تین روپے تنخواہ اس طرح آدمی مل جاتے تھے وہ ان کو لے گئے ان ہی کے ذریعے سے انہی کو مروا کر ان ہی کو لڑوا کر سلطنت عثمانیہ ترکیہ ختم کی اور اُس دور میں یہاں ہند میں تحریک خلافت چلتی رہی ہے مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، مولانا آزاد وغیرہ یہ چلاتے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے ہاں درجات سے نوازے۔

عالمی پلان اور حضرت شیخ الہندؒ :

حضرت شیخ الہندؒ نے بہت ہی بڑا کام کیا بہت بڑا پلان خفیہ بنایا سارا عالمی تھا وہ، وہ پورے ہندوستان کا نہیں تھا بلکہ باہر کا بھی تھا۔ یہ جواب ہے شاہ حسین (اردن کا سابق بادشاہ) شاہ حسین کا دادا (شریف مکہ) جو تھا یہ ان کی خفیہ تنظیم

میں لیفٹیننٹ جنرل تھا اس نے غداری کی ہے اس نے پکڑوایا ہے ان کو۔ ان کو گرفتار کروایا ہے جو شریف مکہ کہلاتے ہیں۔ اس نے ترکوں سے غداری کی ہے انگریز کے بہکائے میں آ گیا بعد میں وہ بھی نہیں رہا پھر بعد میں یہ آ گئے عبدالعزیز (آل سعود موجودہ سعودی حکمران)۔ بہر حال انگریزوں نے اس طرح سے سازشیں کر کر کے اس طاقت کو ختم کیا ہے لڑ کر تو نہیں کر سکتے تھے سازش کے ذریعے سے توڑا۔ ہندوستان میں بھی لڑ کر نہیں سازشوں کے ذریعے آپس میں لڑا لڑا کر غداریاں کرا کر اس طرح کیا ہے۔ ۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء تک یہی چیزیں چلتی رہیں۔ ۱۹۱۴ء میں لڑائی بھی ہوئی جنگ عظیم بھی ہوئی اور اس کے بعد پہلے سے ذہن سازی ہو چکی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی کی حکومت پارہ پارہ ہو گئی۔

فقہ حنفی کی سدا بہاری :

اب سوڈان میں سب مالکی لوگ ہیں مگر ان کے صدر جنرل نمیری نے ۱۹۸۳ء میں جب وہاں اسلامی قانون نافذ کیا تو فقہ حنفی کو نافذ کیا اس دوران کچھ عرصہ گویا وہاں انگریزی قانون چلا ہے ورنہ نہیں چلا ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ حنفی اس لیے کہ یہ ہمارے ترکی دور میں رہا ہے اور اس میں سارے مسائل با آسانی مل جاتے ہیں اور حل شدہ ہیں اس واسطے ہم نے یہ نافذ کر دیا اور ہمیں کسی کو اعتراض نہیں ہے یعنی مالکی علماء میں سے کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے انھوں نے اس مسلک کو قبول کر لیا۔

کمیونزم اور غریب نوازی :

تو مجھ سے اس طرح کے سوالات کرتے رہتے تھے کمیونسٹ خصوصاً اور کہتے تھے کہ کمیونزم ایک نظام ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ روس جو ہے اس میں بہت سی چیزیں ہیں عجیب قسم کی، ایک یہ کہ وہاں کوئی جا نہیں سکتا، دوسرے یہ کہ وہاں سے کوئی آ نہیں سکتا ایک آہنی دیوار گویا حائل ہے۔ جہاں تک پھیلنا تھا پھیل گیا اور اس میں بھی یہ ہوا کہ انھوں نے اپنے قوانین خود بدل لیے تو چائنہ والے اسی لیے کہتے ہیں کہ روسی جو ہیں وہ سامراجی ہیں، اور ان کے ہاں جو صدر رہے اس کے بارے میں بھی بڑے عجیب وغریب واقعات سننے میں آتے ہیں ان کے صدر برزنیف کو شوق تھا کاروں کا تو کہتے ہیں کہ اس کی بارہ سو کاریں تھیں۔ اب یہ کونسی غریب نوازی ہوئی غربت نوازی ہوئی اس میں جس کے پاس اتنی کاریں ہوں وہ کیسا غریب نواز ہوا تو چین جو ہے مخالف ہے روس کا۔ چین بھی کمیونسٹ رہا ہے اور وہ رہا کمیونسٹ جب تک ''ماؤ'' رہا ہے ماؤ کے انتقال کے بعد وہاں بھی تبدیلیاں آنا شروع ہو گئیں اب اس کا امریکہ کی طرف جھکاؤ ہو گیا۔

انسانی قوانین وقتی ہوتے ہیں :

تو یہ انقلابات جو ہیں یہ انسانی تخلیق ہیں، وقتی ایک قانون ہوتا ہے ان سے وقتی طور پر فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے

ہمیشہ رہنے والے قوانین تو صرف خدائی قوانین ہو سکتے ہیں جو خدا نے بتائے ہیں تو کونسا ایسا قانون ہے جو تیرہ سو سال تک چلا ہے اور کمیونزم میں اگر ایسی ہی غربت نوازی تھی تو (اس کے پڑوس میں) افغانستان تو بڑا ہی غریب ملک ہے اُسے یہاں آجانا چاہیے تھا اور اگر اس میں ایسی ہی غربت نوازی ہے تو پھر بخارا میں کوئی مسلمان ہی نہ رہتا سارے ہی دین سے پھر گئے ہوتے یہ نہیں ہوا اور کمیونزم اس جگہ آیا ہے جہاں اسلام نہیں تھا جہاں جہاں اسلام تھا وہاں کمیونزم آیا ہی نہیں سوائے ایک پٹی کے یہ آذر بائیجان سے لے کر بخارا تاشقند وغیرہ اور چین میں جو حصہ ہے مسلمانوں کا وہ بالکل اسی طرح ہے مساجد وہاں کی آباد ہیں بھری ہوئی ہیں یہ کاشغر وغیرہ جو ہیں یہ چین کا حصہ بنتے ہیں اور اس میں انھوں نے رکاوٹ نہیں کی علماء کو بھی آزاد چھوڑا ہے عبادتوں پر بھی کوئی پابندی نہیں لگائی تو یہ پھیلا وہاں ہے جہاں بدھ مذہب تھا یا عیسائی مذہب تھا یا یہودی مذہب تھا وہاں پھیلا ہے یا بت پرست تھے جیسے ہندو ہیں یہاں وہاں وہاں پھیلتا گیا باقی جہاں اسلام تھا وہاں یہ نہیں آسکا کیونکہ اسلام کے مقابلے میں وہ بنی نوع انسان کے لیے مفید نہیں ہے۔ ایک انسان کے لیے اسلام کے مقابلہ میں وہ مفید نہیں تھا۔ ہر انسان کے لیے انسانی حیثیت سے چاہے وہ مسلمان ہو چاہے غیر مسلم ہو جو اسلامی قوانین ہیں ان میں سب سے زیادہ اعتدال ہے اور سب سے زیادہ پائیداری اور افادیت ہے۔

کمیونسٹوں کا اعتراض اور اس کا جواب :

یہ کہتے یہ ہیں کہ اسلام میں خلافت تیس سال چلی ہے اس کے بعد چلی ہی نہیں ہے یہ آج کل جو کمیونزم سے متاثر ہیں لوگ میرے پاس آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ روس میں ساٹھ سال سے چل رہی ہے اور اسلام میں تو تیس ہی سال چلی تھی اور ختم ہوگئی یہ بات غلط ہے۔ وہ خلافت **علی منهاج النبوة** تھی خلافت **علی منهاج النبوة** کا مطلب یہ ہے کہ وہ خلافت اس طرز پر چلتی رہی کہ جیسے رسول اللہ ﷺ خود موجود ہیں اس طرز پر چلتی رہی وہ تیس سال چلی ہے وہ مافوق الفطرت تھی کہ خلیفہ کے اندر وہ اوصاف ہوں کامل طرح سے وہ اتنا سنت کا متبع ہو کہ جیسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا ہے آپ اسے بتا رہے ہیں اور وہ کر رہا ہے۔ اس طرز پر جو خلفاء رہے ان کو خلافت راشدہ کہا گیا۔

خلافت راشدہ آج بھی ممکن ہے :

اور خلافت راشدہ آج بھی ہو سکتی ہے اگر کوئی متبع سنت ایسا آجائے وہ بھی خلافت راشدہ کہلائے گی جیسے بعد میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ آگئے تھے ۱۰۰ھ میں۔ ایک صدی پوری ہوئی تو وہ آئے وہ بنو اُمیہ میں سے تھے اُن کا دور خلافت ڈھائی سال تھا اس خلافت کو خلافت راشدہ کہا گیا تو آج بھی خلافت راشدہ ہو سکتی ہے اگر کوئی آدمی اتنا متبع سنت آجائے دین کا جاننے والا واقف ہو اس پر عامل ہو عمل کرتا ہو تو آج بھی خلافت ہو سکتی ہے۔ ہم تو بات کرتے

ہیں حکومت اور اسلامی قانون کی جو یہاں نافذ ہے یا آج دنیا میں رائج ہے وہ تو شروع سے جو چلا ہے وہ آج تک چلا آیا ہے تیرہ سو سال تک چلتا رہا بلکہ چودہ سو سال تک چلتا رہا ۱۹۱۴ء کے بعد اس کو زوال ہوا ہے اس سے پہلے اسے زوال نہیں ہوا وہ جاری رہا تو آج کل ایسی چیزیں ہیں کہ انسان ان کو پڑھ لیتا ہے یا سن لیتا ہے تو اس کا ذہن اس طرف چل پڑتا ہے اور متاثر ہو جاتا ہے پھر وہ ایسی باتیں کرتا ہے اس واسطے مجھے یہ بتانا ضروری معلوم ہوا کہ اسلامی حکومت اور قانون یہ اسلامی طرز پر تیرہ سو سال سے زیادہ چلتا رہا ہے وہ خلافت جسے خلافت نبوۃ کہتے ہیں خلافت علی منہاج النبوۃ کہتے ہیں خلافت راشدہ کہتے ہیں وہ تیس برس رہی ہے۔

خلیفہ راشد حضرت علیؓ، حضرت عقیلؓ کی رائے :

حضرت عقیلؓ حضرت علیؓ کے بھائی ان کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے پیسے چاہئیں میں مقروض ہوں قرض چڑھ گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ٹھہرو میرا جو وظیفہ آئے گا جو میں سالانہ لیتا ہوں تو اس میں سے میں آپ کو دوں گا۔ انھوں نے پوچھا وہ کتنا ہوگا؟ انھوں نے کہا وہ اتنا ہوگا۔ انھوں نے کہا میرا اس میں کام ہی نہیں چلے گا مجھے تو آپ بیت المال سے زیادہ دلوائیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بیت المال میں سے تو جن کا حق ہے ان کو ملے گا جو کام کر رہے ہیں جو لڑ رہے ہیں جو لشکر میں ہیں اُن کو ملے گا، آپ کو تو میں نہیں دے سکتا تو کہنے لگے کہ پھر یہ کیسے ہوگا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کا جی چاہتا ہے کہ میں جاؤں اور بازار کی دکانوں کے تالے توڑوں اور ان میں سے مال نکال کر آپ کے حوالے کردوں، ایسے کیسے ہوسکتا ہے۔ حضرت عقیلؓ بڑے بھی بہت تھے بیس سال بڑے تھے وہ خفا ہو گئے اور کہنے لگے میں پھر اُدھر چلا جاؤں گا حضرت معاویہؓ کے پاس۔ انھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ اُدھر چلے جائیں تو حضرت معاویہؓ کے والد تھے حضرت ابوسفیانؓ، حضرت ابوسفیان کی بہن جو تھیں وہ حضرت عقیلؓ سے بیاہی ہوئیں تھیں تو حضرت عقیلؓ (حضرت معاویہؓ کے) پھوپھا تھے تو عقیلؓ کو وہاں جانا کوئی مشکل نہیں تھا وہاں پہنچ گئے۔ وہاں جا کر حال بتایا کہ یہ صورت ہے مجھے پیسے چاہئیں انھوں نے کہہ دیا ٹھیک ہے لے لیجئے، یہ لیجئے یہ لیجئے۔ پھر حضرت معاویہؓ نے چاہا کسی مجلس میں کہ وہ ذرا سا فرق بتائیں کہ ان کے بھائی نے کیا کورا سا جواب دے دیا تھا اور میں نے ان کے لیے یہ کیا تو انھوں نے ان سے پوچھا کہ آپ وہاں گئے تھے تو انھوں نے کیا دیا اور ہم نے کیا سلوک کیا یہ بتلایئے وہاں میں اور یہاں میں آپ نے کیا فرق پایا اُنھوں نے کہا کہ میں نے وہاں میں اور یہاں میں یہ فرق پایا کہ وہاں بالکل ایسا حال ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھا سوائے اس کے کہ خود رسول اللہ ﷺ وہاں موجود نہیں ہیں پھر انھوں نے کہا انھوں نے آپ کے ساتھ جو کیا تھا اور ہم نے جو کیا تھا یہ بتلایئے تو انھوں نے کہا کہ دیکھو میں بھائی کے پاس گیا تھا تو میں نے بھائی سے دنیا طلب کی تو اس نے کہا

کہ میں آخرت کو ترجیح دیتا ہوں دنیا کی بات نہیں کرتا اور یہاں میں تمھارے پاس آیا تو تم نے کہا کہ میں دنیا کو ترجیح دیتا ہوں تم نے دنیا دے دی۔ تم نے آخرت کا خیال اتنا نہیں کیا پھر انھوں نے ان سے کوئی سوال نہیں کیا تو وہ خلافت جو تھی وہ علی منہاج النبوۃ تھی اس طرز پر تھی۔

حضرت علیؓ کا اُصول :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں یہی تھا کہ وہ فرماتے تھے کہ بس دو قصعیں لے سکتا ہے ''قصعۃ'' کہتے ہیں کونڈے کو اور اس زمانے میں رواج اکٹھا کھانے کا تھا پلیٹوں کے بجائے۔ تو دو قصعیں لے سکتا ہے ایک اپنے لیے اور ایک مہمانوں کے لیے بس دو طرح کا نفع وہ اُٹھا سکتا ہے۔ یہ بات جو تھی اس کا ذکر خاص طور پر اس لیے ہو گیا کہ ان حضرات کو بہت بڑی فضیلت حاصل ہے اس کردار کی وجہ سے جوان کو خدا کی طرف سے توفیق کے طور پر عطا ہوا تھا جو اور انسان نقل بھی کرنی چاہے تو نہیں کر سکتا۔ اس واسطے اس کو ''خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ'' کہتے ہیں جو واقعی تیس سال تھی اس کے بعد جو خلفاء آئے ان میں یہ اوصاف اس درجہ کے نہیں تھے تو یہ جناب رسول اللہ ﷺ کی اس مبارک دعاء کا اثر تھا جو آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دی کہ ان کی اولاد میں خلافت داخل کر دے تو خلافت داخل رہی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام پر استقامت دے۔ آمین۔

شرعی اصول کے مطابق سونے کے زیورات بنانے کا قابلِ اعتماد ادارہ

دلشاد گولڈ سمتھ

ہمارے یہاں سونے کی فینسی اور جدید ڈیزائن کے مطابق چوڑیاں تیار کی جاتی ہیں۔
نیز آرڈر پر عروسی زیورات منفرد اور جدید ڈیزائن میں فیکٹری ریٹ پر بنائے جاتے ہیں

پروپرائٹر:۔ شیخ فیروز الدین۔ محمد اعزاز

محمد گولڈ سنٹر عقب سنگھار سنٹر فسٹ فلور دھوبی منڈی پرانی انارکلی لاہور فون: 7240181

قسط : ۳

فرقہ واریت کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟
اور سدباب کیا ہے؟

☆

حضرت مولانا منیر احمد صاحب
استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

کیا علماء فرقہ پرست ہیں؟ :

پس فرقہ واریت کو ختم کرنے کی اصل ذمہ داری تو اسلامی حکومت پر ہے لیکن اگر حکومت اس میں بے حسی و غفلت کا مظاہرہ کرے بلکہ فرقہ واریت کے کرداروں اور ذمہ داروں کو تحفظ دے کر فرقہ واریت کو تحفظ دے تو اولاً علماء حقہ افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر کے مطابق حکومت کو فرض شناسی کا احساس دلائیں اور حکومت کی غفلت و بے حسی کو دور کر کے فرقہ واریت کی حقیقت بھی سمجھائیں اور حکومت کو فرقہ واریت ختم کرنے کی طرف متوجہ کریں لیکن اگر سب کچھ کے باوجود حکومت ٹس سے مس نہ ہو تو پھر علماء کرام عدالت کی طرف رجوع کریں اور عدالتیں بھی ساتھ نہ دیں اُدھر باطل فرقہ اپنی فرقہ واریت کو خوب پھیلا رہا ہے اور فرقہ وارانہ مہم کو تیز سے تیز تر کرتا جا رہا ہے حتی کہ عامۃ المسلمین ان کے دھوکہ میں آ کر اس فرقہ واریت کا حصہ بن کر صراط مستقیم کے متواتر و متوارث سلسلۃ الذہب سے ہٹتے اور کٹتے جا رہے ہیں تو ایسی صورت میں علماء حقہ پر فرض ہے کہ وہ حفاظتِ دین اور قوم میں مذہبی اتحاد قائم رکھنے اور باطل یعنی فرقہ واریت کا راستہ روکنے کے لیے علمی دلائل کے ساتھ اس صحیح اور سچے عقیدہ و عمل کی طرف قلم و زبان اور تقریر و تحریر کے ذریعے دعوت دیں جو اُمتِ مسلمہ کے درمیان تواتر و تسلسل کے ساتھ اوپر سے چلا آ رہا ہے اور باطل فرقے نے جو نیا عقیدہ، نیا عمل اور نیا مذہب بنا کر کتاب و سنت کے حوالے سے پیش کیا ہے پیش کر کے کتاب و سنت کے نام پر لوگوں کے مال و ایمان کو لوٹا ہے، اس فرقہ کی دھوکہ بازی اور اس کا بطلان واضح کریں اور باطل فرقہ کی طرف سے پیدا کیے گئے تمام شکوک و شبہات کا ازالہ کریں تاکہ عامۃ المسلمین ان کی فرقہ واریت کے جال میں پھنس کر فرقہ واریت کا حصہ بننے کی بجائے سبیل المؤمنین پر چل کر سلسلہ اتحاد کی کڑی بن جائیں۔ دفاعِ حق اور حفاظتِ دین کی اس محنت کا نام فرقہ واریت نہیں بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، یہ فرقہ واریت نہیں بلکہ دعوت اتحاد ہے۔ یہ فرقہ واریت نہیں بلکہ فرقہ واریت والے فساد کے خلاف جہاد

ہے، یہ فرقہ واریت کے شجرِ خبیثہ کی آبیاری نہیں بلکہ اس کی بیخ کنی ہے اور اس کا نام فرقہ پرستی نہیں بلکہ ''حق گوئی اور حق پرستی'' ہے۔

اے برادرانِ اسلام! ایسے مجاہد، جرأت مند، حق گو علماء بساغنیمت ہیں یہ علماء اللہ کی رحمت ہیں بلکہ بقائے دنیا اور نزول رحمۃ کا ذریعہ ہیں۔ یہی جماعت وہ طائفہ منصورہ ہے جس کے بارے میں محسنِ اعظم سرور کائنات ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے **ولن تزال هذه الامة قائمة علی امر الله لایضرهم من خالفهم حتی یأ تی امر الله** (بخاری ج۱ص۱۶) اور یہ اہل حق کی جماعت قیامت تک قائم رہے گی ان کو کوئی مخالف نقصان نہ پہنچا سکے گا یعنی نہ ان کی استقامت میں فرق آئے گا اور نہ وہ اپنے مشن سے پیچھے ہٹیں گے اور یہی جماعت خیرامت کا مصداق ہے جس کے متعلق ارشادِ ربانی ہے **کنتم خیرامة اخرجت للناس تأ مرون بالمعروف وتنهون عن المنکر** (تم بہترین امت ہو کہ تمہیں لوگوں کی نفع رسانی کے لیے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ظاہر کیا گیا ہے اور یہ وہی مؤمن ہیں جن کے متعلق قرآن نے کہا **والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض یأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر** (مؤمنین ایک دوسرے کے دوست ہیں امر بالمعروف اور عن المنکر کرتے ہیں) انہی مؤمنین کو خوش خبری دی **اولئک سیر حهم الله الخ** (اللہ ان پر یقیناً رحمت فرمائے گا اور اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو پررونق باغات اور عمدہ رہائش گاہیں عطا کرے گا ان سے بھی بڑھ کر نعمت اللہ کی رضا ہے) یہ مجاہدین علماء تمام مسلمانوں کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ وہ پوری اُمت مسلمہ کی طرف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے **ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف و ینهون عن المنکر الخ** (تم میں سے لازماً ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو امر بالمعروف اور نہی المنکر کا فریضہ انجام دے اور یہی لوگ کامیاب ہیں) دنیا ان علماء کو فرقہ پرست اور شر پسند کہے یا انتہا پسند اور بنیاد پرست قرار دے، ان کو تخریب کاری اور دہشت گردی کا طعنہ دے یا فرقہ واریت اور امن شکنی کا الزام دے قرآن ان خوش بخت، خوش نصیب، سعادت مند علماء کو **خیر امة، اولو بقیه، المفلحون، المؤمنون، الصالحون** کے اعلیٰ القاب سے نوازکر **و رضوان من الله اکبر** کا پروانہ عطا کرکے بشارت دیتا ہے **ذالک الفوز العظیم**.

اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غفلت وترک کو موجب ہلاکت فرمایا ہے۔ سورۃ ہود میں ہے **فلولا کان من القرون تا مجرمین** یعنی ان ہلاک شدہ بستیوں میں اہل علم فساد فی الارض سے کیوں نہیں روکتے تھے (جس کی وجہ سے ہم نے سب کو ہلاک کردیا) البتہ جو چند افراد **نهی عن المنکر** کرتے تھے ہم نے صرف ان کو نجات دی اور ان ہلاک شدہ لوگوں کی ہلاکت کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے آرام پرستی اور عیش پسندی کے پیچھے پڑکر **نهی عن المنکر** کا فریضہ چھوڑ دیا تھا اور سورۃ الاعراف میں ہے **واسئلهم عن القریة التی کانت حاضرة**

البحر تا خاسئین حضرت داؤد علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ہے ہم اُن کی زبانِ حال کو زبانِ قال میں ڈھال کر حقیقتِ حال سے آگاہی کی کوشش کریں گے ان کو حکم الٰہی تھا کہ وہ ہفتے والے دن مچھلی کا شکار نہ کیا کریں لیکن اتفاق کی بات یہ کہ ہفتے کے دن مچھلیاں زیادہ ظاہر ہوتیں۔ ان حالات میں جدید محققین اور جدید شارحین کا ایک گروہ پیدا ہو گیا جو یہ سوچنے لگے کہ اس طرح تو قوم کا بہت اقتصادی و معاشی نقصان ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی ایسی تشریح کی جائے کہ شریعت بھی رہ جائے اور مچھلی بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ وہ کہنے لگے اب تک جو اس حکم کی یہ تشریح ہوتی رہی ہے کہ نہ مچھلی کو پکڑنا ہے نہ ان کو کسی گڑھے میں محبوس و محفوظ کرنا ہے یہ غلط ہے۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہفتے والے دن مچھلی کو مت پکڑو اور اگر ہفتے والے دن مچھلیوں کو گڑھوں میں اس طرح محبوس و محفوظ کر دیں کہ واپس دریا میں نہ جا سکیں اور اتوار کے دن ان کو پکڑ لیں تو یہ اس حکم کی خلاف نہیں۔ ان جدید محققین نے اس نئی تحقیق کی بنیاد پر نیا مذہب جاری کیا اور ایک نیا فرقہ بنا ڈالا اور کچھ لوگوں کو چکنی چپڑی باتیں کر کے اپنے ساتھ ملا لیا یوں فرقہ واریت شروع ہو گئی۔ سو قوم تین گروہوں میں بٹ گئی، ایک گروہ فرقہ واریت کا علم بردار جدید فرقہ تھا یعنی ہفتے والے دن مچھلیوں کو چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں محبوس کرنے والا طبقہ وہ اپنے اس عمل کو حکمِ شرعی کے خلاف نہیں سمجھتا تھا، دوسرا گروہ اہل حق کا تھا جن کا دعویٰ تھا کہ حکم شرعی کی وہ تحقیق و تشریح جو پہلے سے چلی آ رہی ہے وہی حق وہی سچ اور وہی صحیح ہے۔ قومی وحدت اور قومی اتحاد و اتفاق کا تقاضا بھی یہی ہے اپنی نئی تحقیق اور نئی تشریح کر کے اس کی بنیاد پر نیا مذہب اور نیا فرقہ بنانا فرقہ واریت ہے جو بہت بڑا فتنہ اور فساد ہے لہٰذا اس سے باز آ جانا چاہیے۔ وہ ایک طرف عوام الناس کو سمجھاتے اور ان کو فرقہ واریت سے بچانے کے لیے اسی متواتر و متوارث تحقیق کے مطابق حکم الٰہی پر عمل کرنے کی دعوت دیتے جو فرقہ واریت کے مقابلے میں دعوتِ اتحاد تھی۔ دوسری طرف ان روشن دماغ جدید محققین کو سمجھاتے کہ تمہاری یہ نئی تحقیق غلط ہے اس کو چھوڑ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہفتے کے دن مچھلیوں کے شکار کرنے سے منع کیا ہے اور جیسے مچھلی کو پکڑنا شکار ہے اسی طرح چھوٹے گڑھے میں مچھلیوں کو اس طرح محبوس اور محفوظ کر لینا کہ وہ واپس دریا میں نہ جا سکیں اور ہم جب چاہیں ان کو پکڑ لیں یہ بھی شکار ہے گویا یہ بھی مچھلی پکڑنے کے مترادف ہے اس کو بھی عرفِ عام میں شکار ہی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ان روشن دماغوں اور فرقہ پرستوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی تھی یا ان میں ضد تھی اور تسلیم کا مادہ نہ تھا۔ بہر کیف ان کی کم فہم یا کج فہم جدید محققین کو یہ بات ناگوار گزری، شاید ان کا خیال یہ ہو کہ بات وہ ماننی چاہیے جو براہِ راست اللہ یا رسول اللہ کی ہو، شکار کی یہ وضاحت اور یہ تشریح نہ اللہ نے کی ہے نہ اللہ کے رسول نے کی ہے بلکہ یہ تمہاری اپنی تحقیق ہے اور ہم اُمتیوں کے اقوال اور اُمتیوں کی تحقیق کے پیچھے نہیں چلتے کہ اس کا نام تقلید ہے اور تقلید شرک ہے اس لیے ہم آپ لوگوں کی تحقیق کو مان کر تقلید کر کے مشرک نہیں بننا چاہتے لہٰذا ہم اسی تحقیق پر چلیں گے اور اسی پر عمل کریں گے جو ہم نے خود کی ہے گویا وہ اپنی تحقیق کو خدا اور رسولِ خدا کی تحقیق سمجھتے ہیں جبکہ یہ تحقیق بھی نہ خدا تعالیٰ نے

بتائی ہے نہ رسول خدا نے بتائی ہے اور اُمتیوں کی تحقیق ماننا ان کے نزدیک حرام وشرک ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اس جدید فرقے کا ہر فرد غیر شعوری طور پر خدا یا رسول بنا ہوا ہے اور ان کی سمجھ خدا اور رسول کی سمجھ ہے۔ اہل حق کہتے ہم جو اس حکم شرعی کی تشریح بتا رہے ہیں یہ ماہرین شریعت کی تحقیق ہے اور یہ وہ متواتر اور متوارث تحقیق ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے اس پر عمل بھی ہوتا آیا ہے نہ تم ان پہلے ماہرین شریعت کی طرح ماہر ہو نہ تمہاری یہ تشریح متواتر ہے اور نہ اس کے مطابق پہلے کبھی عمل ہوا ہے لہٰذا اس پر اصرار نہ کرو لیکن ممکن ہے اُن کا اُصول یہ ہو کہ اللہ اور رسول کی بات میں ہر ایک کو غور کرنے کا اور تحقیق کرنے کا حق ہے ماہر، غیر ماہر کا اس میں کوئی فرق نہیں۔ رہی یہ بات کہ تمہاری بیان کردہ تحقیق متواتر اور معمول بہ رہی ہے تو میاں ہم تو صرف اور صرف خدا اور رسول کی بات حجت مانتے ہیں اس لیے تواتر کی بات ہمارے سامنے نہ کریں، دوسری بات یہ ہے کہ اگر ساری اُمت گمراہ رہی ہے اور ایک غلطی کرتی رہی ہے تو ضروری ہے کہ ہم بھی اس گمراہی اور غلطی میں ان کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ اہل حق کہتے کہ ارے بندگان خدا اگر تمہیں یہ معقول باتیں سمجھ نہیں آتیں اور ان مسلمہ ومتفقہ حقائق کو تسلیم نہیں کرتے تو چلو اس بات کو دیکھ لو قوم میں پھوٹ پڑ رہی ہے اور فرقہ واریت پھیل رہی ہے قوم کا مذہبی اتحاد و اتفاق پارہ پارہ ہو رہا ہے اس لیے قوم پر ترس کھاؤ اور فرقہ واریت پھیلانے سے باز آؤ وہ یہی جواب دیتے ہوں گے جو آج دیا جاتا ہے کہ تم خاموش ہو جاؤ ہماری تردید نہ کرو تم اپنی متواتر تشریح کے مطابق حکم الٰہی پر عمل کرتے رہو ہمیں اپنی تشریح کے مطابق عمل کرنے دو نہ ہم تمہیں کچھ کہتے ہیں نہ تم ہمیں کچھ کہو بس فرقہ واریت ختم۔ اہل حق کہتے ہیں کہ تم جو یہ کہہ رہے ہو کہ ''ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے'' یہ جھوٹ ہے، کیونکہ ہماری یہ جماعت پہلے سے چلی آرہی ہے اگرچہ تم نے ان کو گمراہ کہا ہے لیکن اتنی بات تو ثابت ہوگئی کہ ہماری جماعت پہلے سے چلی آرہی ہے اور تمہاری جماعت کل کا ایک نوزائیدہ نیا فرقہ ہے جو ایک نئی تشریح کے نتیجے میں وجود پذیر ہوا ہے۔ نئی تشریح کا داعی تمہارا یہ سربراہ پہلے فرد واحد تھا پھر وہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو دھوکہ اور چکر دے کر توڑتا رہا حتی کہ تم نے ہمارے بیسیوں آدمی گمراہ کر کے اپنے ساتھ ملا لیے، ان میں سے ہر آدمی ہماری جماعت کا بازو تھا تم نے ہمارے اتنے بازو کاٹ لیے پھر بھی یہ کہتے ہو کہ ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے یہ جھوٹ مت بولو۔ دیکھو بات صاف ہے کہ ہم اُس وحدت اور اکائی کا حصہ ہیں جو شروع سے آرہی ہے اور تواتر کے ساتھ چلتی رہی ہے اور چل رہی ہے ہم اسی شاہراہ پر چل رہے ہیں جس پر سب اہل حق چلتے رہے ہیں تم نے اس شاہراہ کو چھوڑ کر الگ پگڈنڈی نکالی ہے اور اس اکائی سے کٹ کر ایک الگ فرقی بنائی ہے۔ ہم اپنے لوگوں کو اسی شاہراہ پر چلنے اور اسی اکائی کے ساتھ وابستہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہیں گے۔ تمہارے دھوکے، تمہارے چکر اور مکر وفریب سے بچانے کے لیے تمہارا مکروہ چہرہ بے نقاب کرتے رہیں گے اور تمہاری پگڈنڈی پر نہ چلنے دیں گے نہ تمہاری نوزائیدہ فرقی کا حصہ بننے دیں گے کہ قومی وحدت، مذہبی اتحاد و اتفاق اور فرقہ واریت کے سدباب کا تقاضا یہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخوئی اور نجات

بھی اسی میں ہے۔ تیسرا گروہ ابن الوقت زمانہ ساز، مصلحت بین اور روبہ مزاج تھا وہ اگرچہ عملاً اس جدید فرقہ سے جدا تھا اور اسی متواتر تحقیق کے مطابق حکم ربی پر عمل پیرا تھا۔ لیکن فرقہ واریت کے حوالے سے ان کا طرزِ عمل یہ تھا کہ وہ فرقہ واریت پیدا کرنے اور پیدا کر کے اس کو پھیلانے والے نوزائیدہ فرقہ کو سمجھانے کی بجائے حق گو مجاہدین کی جماعت کو سمجھاتے کہ اللہ جس قوم کو ہلاک کرنے یا سخت عذاب دینے کا ارادہ فرما چکے ہیں اس کو تمہاری نصیحت کا کیا فائدہ؟ لہٰذا تم بھی ہماری روش اختیار کرلو کہ اپنا عمل صحیح رکھو اور ان کو کچھ نہ کہو، اپنا مذہب چھوڑو مت دوسرے کو چھیڑو مت، گویا وہ زبانِ حال سے کہہ رہے تھے ۔ تو اپنی نبیڑ تینوں ہور نال کی گڑوے تواپنی گٹھڑی سنبھال تینوں چورنال کی

جماعت حقہ مجاہدین نے جواب دیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کر کے اللہ کے سامنے سرخرو ہو جائیں اور شائد ان کو بچ سمجھ آ جائے تو وہ بھی ہلاکت و بربادی سے بچ جائیں۔ یہ تینوں گروہ اپنے اپنے طریقہ پر چلتے رہے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ کن گھڑی کا وقت آ گیا تو عذاب الٰہی کی گرفت سے صرف وہ بچے جو فرقہ واریت کی برائی سے بچانے کی کوشش کرتے تھے اور فرقہ واریت کو مٹانے کی محنت کرتے تھے۔ باقی جدید تحقیق کا علم بردار نوزائیدہ فرقہ اور ان کے بارے میں خاموش رہ کر اہل حق کی جماعت پر تنقید کر کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے روکنے والا طبقہ دونوں عذاب الٰہی کا نشانہ بن گئے۔ اس سے پتہ چلا کہ جیسے صراط مستقیم سے انحراف کر کے اس کے مقابلہ میں فرقہ واریت ہلاکت کا سبب ہے اسی طرح فرقہ واریت کے بارے میں سکوت و مداہنت اختیار کرنا اور باطل فرقہ کی فرقہ واریت کو پھلتا پھولتا دیکھنے کے باوجود خاموش رہنا یا فرقہ واریت کے خلاف کام کرنے والوں پر طعن و تشنیع کر کے اور ان کے کام میں رکاوٹیں پیدا کر کے فرقہ واریت کے لیے میدان ہموار کرنا یہ بھی ہلاکت اور عذاب کا موجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ علماءِ حق فرقہ واریت نہ پیدا کرتے ہیں نہ پھیلاتے اور بڑھاتے ہیں بلکہ وہ فرقہ واریت کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں اس لیے علماءِ حق کے بارے میں فرقہ واریت کا پروپیگنڈہ کرنا اور فرقہ واریت کے حوالہ سے ان کو بدنام کرنا عدل و انصاف کے خلاف ہے نیز فرقہ واریت کے کرداروں اور ذمہ داروں کو آزاد رکھنا اور اس کے برعکس اتحاد اور دعوت اتحاد کے علم برداروں (علماءِ حق) کو ہتھکڑیاں پہنا کر پابندِ سلاسل کر کے ان کو جیل کی تنگ و تاریک کال کوٹھڑیوں میں بند کر کے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنا اس کی مثال تو ایسے ہے جیسے کوئی آدمی پتھروں کو باندھ دے اور کتوں کو چھوڑ دے۔ پہرے داروں کو بند کردے اور چوروں کو آزاد کردے۔

فرقہ واریت کا حل کتاب وسنت کی روشنی میں :

ہم نے جو فرقہ واریت کا حل پیش کیا ہے یعنی کتاب وسنت کی جدید تحقیقات کا دروازہ بند کر کے اُمت میں جو

پہلے سے متواتر و متوارث معمول بہ تحقیق چلی آرہی ہے سب کو اس کا پابند کرنا کیونکہ کتاب وسنت کی وہ متواتر تحقیق و تشریح صراط مستقیم، دین قیم، طریق حق اور راہ ہدایت ہے اس کو قرآن وحدیث کی روشنی میں ملاحظہ کریں۔

(۱) قرآن کریم میں ہے **ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی و نصله جهنم وساء ت مصیرا** جس شخص پر راہ ہدایت واضح ہوگئی پھر بھی وہ رسول کی مخالفت کرتا ہے اور مؤمنین کے راستے کے خلاف چلتا ہے ہم (دنیا) میں اس کو پھیر دیں گے جدھر وہ پھرتا ہے اور (آخرت) میں اسے جہنم میں دھکیل دیں گے جو بُرا ٹھکانہ ہے۔ اس آیت میں **ویتبع غیر سبیل المؤمنین** کا عطف **یشاقق الرسول** پر عطف تفسیری ہے جیسا کہ آباؤ اجداد، پیرو مرشد، حسین وجمیل، سیر وتفریح، ذہین وفطین، دین وشریعت میں ہر دو اسموں کے مجموعہ میں دوسرے اسم کا پہلے پر عطف تفسیری ہے یعنی دوسرا اسم پہلے اسم کی تفسیر ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ دونوں کا مصداق اور دونوں کی مراد ایک ہے۔ اسی طرح **ویتبع غیر سبیل المؤمنین** کا عطف **یشاقق الرسول** پر بھی عطف تفسیری ہے یعنی رسول ﷺ کی مخالفت کی تفسیر اور وضاحت یہ ہے کہ سبیل المؤمنین کی مخالفت کرنا اور سبیل المؤمنین کی اتباع کو چھوڑ کر اس کے برعکس غیر سبیل المؤمنین کی اتباع کرنا درحقیقت مخالفتِ رسول ہے اور غیرِ رسول کی اتباع ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے سبیل المؤمنین کی مخالفت کو اور غیر سبیل کی اتباع کو مخالفت رسول قرار دیا ہے تو اس سے یہ حقیقت از خود واضح ہو جاتی ہے کہ سبیل الرسول اور سبیل المؤمنین ایک ہے یا یوں کہیں کہ سبیل المؤمنین سبیل الرسول کی تفسیر ہے پس جو شخص سبیل الرسول کو پہنچاننا اور جاننا چاہتا ہے اور جان کر اس پر عمل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ سبیل الرسول کی تفسیر اور شرح کو سمجھے اور وہ تفسیر وشرح وہی ہے جس کو خود خدا تعالیٰ نے اپنے کلامِ مقدس میں تفسیر وشرح کے طور پر ذکر کیا ہے یعنی "سبیل المؤمنین" اور سبیل المؤمنین سے مراد کسی ایک فرد یا چند افراد کا شاذ عقیدہ وعمل نہیں بلکہ مؤمنین کا متواتر و متوارث عقیدہ وعمل مراد ہے پس سبیل المؤمنین ہی سبیل الرسول کی پہچان اور جان ہے۔ اس کے بغیر سبیل الرسول کی پہچان اور اتباعِ رسول ناممکن ہے کیونکہ سبیل المؤمنین سے جو مختلف راستہ ہوگا اس کو قرآن نے جہنم کا راستہ بتایا ہے اور یہ آگ کی ایک ایسی رسی ہے جو حبل الشیطان ہے۔ اس کا ایک سرا اس انحرافی طبقہ کے ہاتھ میں ہے جو سبیل المؤمنین سے اور اس کی عظمت واہمیت سے منحرف ہے دوسرا سرا جہنم سے ملا ہوا ہے۔ قرآن کہہ رہا ہے **ونصلیه جهنم** ہم سبیل المؤمنین سے انحراف کرنے والوں کو جہنم میں داخل کریں گے۔ قارئین کرام! جب سبیل المؤمنین صراط مستقیم اور سبیل الرسول ہے تو اس سے انحراف فرقہ واریت ہے اور فرقہ واریت کا سدباب یہ ہے کہ اس انحرافی طبقہ کو سبیل المؤمنین کا پابند کیا جائے اگر یہ طبقہ سبیل المؤمنین کا پابند ہو جائے گا تو فرقہ واریت کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ایک دعا سکھائی جو نمازوں کے مبارک اوقات میں بحالت نماز ہر رکعت میں

کی جاتی ہے۔ وہ ہے **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** اے اللہ مجھے سیدھے راستہ پر چلا یعنی ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ اللہ عالم الغیب ہے اس کو ما کان وما یکون کا علم ہے وہ جانتا تھا کہ آگے جا کر صراط مستقیم کا معاملہ اُلجھ جائے گا۔ کچھ مادر پدر آزاد، روشن خیال، آزاد منش، خودرائی کے مریض جدید محققین پیدا ہو جائیں گے وہ قرآن وحدیث کا آزادانہ مطالعہ کر کے اپنی اپنی جدا تحقیق کر کے صراط مستقیم کے کئی نمونے بنا ڈالیں گے۔ ایک سبیل اللہ کے مقابلہ کئی سبیل الشیطان ایجاد کرلیں گے اور اپنی جدید تحقیق کی بنیاد پر مختلف فرقے بنا کر فرقہ واریت کی آگ بھڑکا دیں گے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو اس پریشانی سے بچانے اور نکالنے کے لیے اصلی صراط مستقیم اور نقلی صراط مستقیم کے درمیان فرق کرنے کے لیے پہچان بتائی اور پہچان بتا کر تعیین فرمادی۔ فرمایا **صراط الذین انعمت علیھم** یعنی ''صراط مستقیم'' منعم علیھم جماعت کا راستہ ہے لہٰذا ہر زمانہ کے منعم علیھم لوگوں کا جو متواتر راستہ ہے وہ صراط مستقیم ہے اور اس سے کٹا ہوا راستہ فرقہ واریت ہے۔ جس عقیدہ وعمل پر منعم علیھم جماعت کی تحقیق وعمل کی مُہر ہے وہ حق ہے اور سچ ہے جس پر منعم علیھم کی مہر نہیں بلکہ جدید محققین کے آزادانہ نظریات وخیالات ہیں وہ باطل اور جھوٹ ہے۔ پس فرقہ واریت کا خاتمہ اسی میں ہے کہ سب منعم علیھم لوگوں کے متواتر طریقہ کو مضبوطی سے پکڑلیں اور اپنی اپنی آزادانہ تحقیق کو چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی پہچان یہ نہیں بتائی صراط القرآن والحدیث یا سبیل القرآن والحدیث بلکہ فرمایا **صراط الذین انعمت علیھم** اور سبیل المؤمنین۔ اس لیے کہ قرآن وحدیث کے مطالعہ کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ منعم علیھم مؤمنین کی تحقیق اور عملی طریق کی روشنی میں مطالعہ ہو اور ان کی تحقیق وعمل کو بطور شرح کے سامنے رکھ کر قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا جائے اور جہاں اپنی تحقیق، منعم علیہ کی تحقیق وطریق سے اور سبیل المؤمنین سے ٹکراتی نظر آئے تو **صراط الذین انعمت** اور سبیل المؤمنین کی تکذیب کرنے اور ان پر گمراہی کے فتوے لگانے کی بجائے قرآن وحدیث کے سمجھنے میں اپنے فہم کی کجی اور غلطی دور کی جائے۔ ان کو غلط کہنے کی بجائے اپنا منشا غلطی تلاش کر کے اپنی غلطی کو درست کیا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ منعم علیھم کے طریق اور سبیل المؤمنین سے آنکھیں بند کر کے مطالعہ کیا جائے اور جو کچھ اپنے ذہن میں آتا جائے اور اپنے ذہن میں نقشہ بنتا چلا جائے وہ حرف آخر ہے اور وہ اصل دین ہے اس پر **صراط الذین انعمت علیھم** اور سبیل المؤمنین کو پرکھا جائے اور جہاں دونوں میں تضاد پیدا ہو جائے وہاں منعم علیھم کے متواتر طریق اور سبیل المؤمنین کو غلط اور گمراہی قرار دے دیا جائے اور اپنی جدید تحقیق کو حق اور حق کا محور بنا دیا جائے اس کا نام خودرائی ہے جو علاماتِ قیامت میں سے ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا قیامت کی علامتوں میں سے ہے **اعجاب کل ذی رائی برأیہ** ہر رائے والا اپنی رائے پر اکڑ جائے گا۔ آپ ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں یہ علامت فرمائی کہ اس امت کے پچھلے لوگ پہلے لوگوں کو برا کہیں گے۔ یہ انداز مطالعہ اور انداز فکر وتحقیق گمراہ کن ہے۔ بلاشبہ قرآن سرچشمۂ ہدایت ہے لیکن طرز مطالعہ

اور طرز فکر کے ان دو مختلف طریقوں کے اعتبار سے قرآن ذریعہ ہدایت بھی ہے اور سبب گمراہی بھی۔ **یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا** (اللہ اس قرآن کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے) پس **صراط الذین انعمت علیهم** میں جہاں صراط مستقیم کی پہچان بتائی گئی ہے وہاں براہ راست قرآن وحدیث سے ہدایت تلاش کرنے اور مطالعہ قرآن کے ذریعے حق سمجھنے والوں کے لیے رہنمائی بھی ہے جو اوپر عرض کی گئی ہے۔

عربی گرائمر کے لحاظ سے **الصراط المستقیم** مبدل منہ ہے اور **صراط الذین** بدل ہے۔ ان میں سے مبدل منہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ بدل مقصود ہوتا ہے اور مبدل منہ کا ذکر بدل سے پہلے بطور تمہید کے ہوتا ہے جیسے نماز سے پہلے وضو خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ نماز کے لیے تمہید ہوتا ہے سو صراط الذین انعمت علیہم کو بدل کی صورت میں ذکر کر کے بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقصود اور مقبول منعم علیہم کا طریق ہے اس لیے کہ وہی دراصل سبیل اللہ، سبیل الرسول اور سبیل المؤمنین ہے اس سے انحراف سبیل خدا اور سبیل رسول سے انحراف ہے اور یہی فرقہ واریت ہے لہٰذا منعم علیہم کے طریق اور سبیل المؤمنین سے ہٹ جانا اور اس سے کٹ جانا فرقہ واریت ہے۔ اگر فرقہ واریت سے بچنا اور فرقہ واریت کو ختم کرنا ہے تو منعم کے طریق سے جُڑ جائیں۔

(۳) سرورِ کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے **ان اللّٰه لا یجمع اُمتی علی الضلالة** (ترمذی) پکی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا لہٰذا اُمت کا متواتر ومتفقہ راستہ جو شروع سے چلا آ رہا ہے اور اُمتِ مسلمہ میں تواتر سے چلتا رہا ہے وہ حق ہے اس سے ہٹے اور کٹے ہوئے راستے باطل ہیں اور اَن گنت ہیں لہٰذا سب کو اسی ایک راستہ پر چلنا چاہیے تاکہ ہم بھی ایک ہو جائیں اور جدید تحقیقات کر کے نئے نئے راستہ نکالنا چھوڑ دیں کہ یہ باطل اور وحدت اُمت کے لیے سمِ قاتل ہیں۔

(۴) **عن عبداللّٰه بن مسعودؓ قال خط لنا رسول اللّٰه ﷺ خطا ثم قال هذا سبیل اللّٰه ثم خط خطوطاعن یمینه و عن شماله و قال هذه سبل علی کل سبیل منها شیطان یدعو الیه وقرأ وان هذا صراطی مستقیما فا تبعو ہ ولا تتبع السبل فتفرق بکم عن سبیله** (مشکوٰۃ ص ۳۰)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر آپ ﷺ نے اس خط کے دائیں بائیں کئی لکیریں کھینچ کر فرمایا یہ کئی راستے ہیں ان میں سے ہر راستے پر ایک شیطان ہے جو اسی کی طرف دعوت دیتا ہے پھر آپ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ) اور بے شک یہ میرا راستہ ہے اس پر چلو اور دوسرے راستہ پر مت چلو (اگر ان راستوں پر چلو گے) تو راہِ خدا سے کٹ جاؤ گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سبیل اللہ پر چلنے والے قافلۂ حق سے بھی کٹ جاؤ گے اور شاہراہِ حق سے بھی اور صراط

مستقیم کے خط سے ہٹا اور کٹا ہوا راستہ سبیل اللہ نہیں بلکہ سبیل الشیطان ہے اور اس سبیل اللہ کو چھوڑ کر سبیل الشیطان پر چلنا فرقہ واریت ہے اور شیطنت ہے۔

اس فرقہ واریت کا یہ علاج نہیں کہ ان کو آزاد چھوڑ دیا جائے بلکہ حکومت ان کو قانون کے شکنجہ میں کس کران کے بل کس نکال کر سبیل الرحمٰن کی طرف لائے بصورت دیگر علماء حقہ کا فرض ہے کہ وہ فرقہ واریت کی حقیقت کھول کر اس کے پھیلاؤ کو روکیں نیز وہ سبیل الرحمٰن اور سبیل الشیطان یعنی راہ حق اور راہ باطل، صراط مستقیم اور فرقہ واریت کے درمیان فرق واضح کر کے ان کی پہچان کرا کر عوام الناس کو فرقہ واریت سے بچائیں اور صراط مستقیم کی شاہراہ پر چلائیں۔ عجیب بات ہے کہ حکومت اپنے باغی کو تو معاف نہیں کرتی اس کے لیے دو ہی راستے ہیں وفادار بن جائے یا تختہ دار پر لٹک جائے لیکن خدا کا باغی جو اللہ اور سبیل اللہ کو چھوڑ کر اس کے مقابلہ میں سبیل الشیطان کو اختیار کر لے اس کے لیے معافی کیوں؟ وہ آزاد کیوں؟ اور اس کے لیے اعزاز و انعام کیوں؟ ہونا تو یہ چاہیے کہ جتنا کوئی بڑا باغی ہے وہ اتنا بڑا مجرم ہے اس کی سزا بھی اتنی سخت ہو لیکن ہو یہ رہا ہے کہ اپنے باغی کے لیے تو تختہ ہے اور اللہ و سبیل اللہ کے باغی کے لیے تخت ہے۔ بس علماء کا قصور یہ ہے کہ وہ اپنے دشمن کو تو معاف کر دیتے ہیں مگر فرقہ واریت پیدا کرنے اور فرقہ واریت پھیلانے والے اللہ کے باغی و غدار کے لیے معافی کے روادار نہیں۔ وہ بھی اس لیے کہ علماء اللہ کے سپاہی ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ حدودِ دین کی حفاظت کریں اور حفاظت کر کے قیامت کے روز اللہ کے ہاں سُرخرو ہو جائیں اور آگ کی لگام پہننے سے بچ جائیں۔ راقم الحروف کے ان سارے معروضات کا خلاصہ حکیم الامت شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ کا یہ شعر ہے ؎

زاجتہادِ عالماں کوتاہ نظر — اقتداءِ رفتگاں محفوظ تر

یعنی کوتاہ نظر علماء کے نئے اجتہاد سے گذرے ہوئے ماہرین شریعت کی تقلید و اقتدا میں دین و ایمان کی زیادہ حفاظت ہے۔

(جاری ہے)

باب : ۷ قسط : ۱۳

دینی مسائل

☆

﴿ حیض ونفاس کا بیان ﴾

حیض کس کو کہتے ہیں :

عورت کو ہر مہینے آگے کی راہ سے بغیر بیماری کے جو معمول کا خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، سبز، خاکی یعنی مٹیالا سیاہ جس رنگ کا خون آئے سب حیض ہے جب تک گدی بالکل سفید نہ دکھائی دے۔ اور جب بالکل سفید دکھائی دے جیسی رکھی گئی تھی تو اب عورت حیض سے پاک ہو گئی ہے۔

شرائطِ حیض :

حیض کا خون چند باتوں پر موقوف ہے :

(۱) وقتِ حیض :

نو برس سے پہلے حیض بالکل نہیں آتا اس لیے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آئے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اور پچپن برس کے بعد عام طور پر جو عادت ہے وہ یہی ہے کہ حیض نہیں آتا لیکن آنا ممکن ہے۔ اس لیے اگر پچپن برس کے بعد خون نکلے تو اگر خون خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ البتہ اگر عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد یہ رنگ حیض سمجھے جائیں گے۔

(۲) حیض کی مدت :

حیض کی کم سے کم مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس رات ہے۔ کسی کو تین دن تین رات سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے۔ اور اگر دس دن رات سے زیادہ آیا ہے تو جتنے دن دس دن سے زیادہ آیا ہے وہ بھی استحاضہ ہے۔

اگر تین دن رات سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں ہے جیسے جمعہ کو سورج نکلتے وقت خون آیا اور پیر کے دن سورج نکلنے سے ذرا پہلے بند ہو گیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

(۳) طہارت کی کامل مدت اس سے پہلے گزر چکی ہو :

دو حیض کے درمیان میں پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ سو اگر کسی وجہ سے کسی عورت کو حیض آنا بند ہو جائے تو جتنے مہینے تک خون نہ آئے گا پاک رہے گی۔

مسئلہ : اگر کسی کو تین دن رات خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر تین دن رات خون آیا تو تین دن پہلے کے اور تین دن یہ جو پندرہ دن کے بعد کے ہیں حیض کے ہیں اور بیچ میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے۔

مسئلہ : اگر ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا تو بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہی ہے اور اس سے پہلے اور بعد میں جو ایک یا دو دن خون آیا ہے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

حیض کب سے شروع سمجھا جائے گا :

جب خون سوراخ سے باہر کی طرف کھال میں نکل آئے تب سے حیض شروع ہوتا ہے۔ اس کھال سے باہر چاہے نکلے یا نہ نکلے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

مسئلہ : اگر کوئی سوراخ کے اندر روئی وغیرہ رکھ لے جس سے خون باہر نہ نکلنے پائے تو جب تک خون سوراخ کے اندر ہی اندر رہے اور باہر والی روئی پر خون کا دھبہ نہ آئے تب تک حیض کا حکم نہ لگائیں گے۔ جب خون کا دھبہ باہر والی کھال میں آجائے یا روئی وغیرہ کھینچ کر باہر نکال لے تب سے حیض کا حساب ہوگا۔

مسئلہ : پاک عورت نے رات کو فرج میں گدی رکھ لی۔ جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبہ دیکھا تو جس وقت سے دھبہ دیکھا ہے اسی وقت سے حیض کا حکم لگائیں گے۔

حیض کی عادت سے متعلق مسائل :

مسئلہ : کسی کو ہمیشہ تین یا چار دن خون آتا تھا پھر کسی مہینے میں زیادہ آ گیا لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا تو وہ سب حیض ہے۔ اور اگر دس دن سے بھی بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عادت کے ہیں اتنا تو حیض ہے باقی سب استحاضہ ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ہمیشہ تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں نو دن یا دس دن رات خون آیا تو یہ سب حیض ہے اور اگر دس دن رات سے ایک لحہ بھی زیادہ خون آئے تو وہی تین حیض کے ہیں اور باقی دنوں کا سب استحاضہ ہے۔

مسئلہ : ایک عورت ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی سات دن، اسی طرح بدلتا رہتا ہے کبھی دس دن بھی آجاتا ہے تو یہ سب حیض ہے۔ ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آئے تو دیکھو اس سے پہلے مہینے کتنے دن حیض آیا تھا بس اتنے ہی دن حیض کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔

مسئلہ : کسی کو ہمیشہ چار دن حیض آتا تھا پھر ایک مہینے میں پانچ دن خون آیا اس کے بعد دوسرے مہینے میں بارہ دن خون آیا تو اس بارہ دن میں پانچ دن حیض کے ہیں اور سات دن استحاضہ کے ہیں اور پہلی عادت کا اعتبار نہ کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی اور پانچ دن کی عادت ہوگئی، اس صورت میں دس دن خون بند ہونے کا انتظار کرے۔اب چونکہ دس دن کے بعد خون بند نہیں ہوا تو پانچ دن کی نماز قضا پڑھے اور ان دس دنوں کے بعد نہائے اور نماز ادا کرے۔

مسئلہ : کسی لڑکی نے پہلے پہل خون دیکھا تو اگر دس دن یا اس سے کچھ کم آئے سب حیض ہے اور جو دس دن سے زیادہ آئے تو پورے دس دن حیض ہے اور جتنا زیادہ ہو وہ سب استحاضہ ہے۔

مسئلہ : کسی نے پہلے پہل خون دیکھا اور وہ کسی طرح بند نہیں ہوا کئی مہینے تک برابر آتا رہا تو جس دن خون آیا اس دن سے لے کر دس دن رات حیض ہے اس کے بعد بیس دن استحاضہ ہے۔اسی طرح برابر دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائے گا۔

استحاضہ کا بیان :

استحاضہ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں :

(۱) جو خون حیض کی کم سے کم مدت (یعنی تین دن) سے کم ہو۔

(۲) جو خون حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت (یعنی دس دن) سے زیادہ ہو۔

(۳) جو خون نفاس کی اکثر مدت (یعنی چالیس دن) سے زیادہ ہو۔

(۴) حیض ونفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور زیادہ سے زیادہ مدت سے بھی تجاوز کر جائے۔

(۵) جو خون دورانِ حمل آئے چاہے جتنے دن آئے۔

(۶) جو خون نو برس سے کم عمر لڑکی کو آئے۔

(۷) جو پچپن برس کی عمر کے بعد آئے بشرطیکہ وہ خوب سرخ وسیاہ نہ ہو۔

(۸) جو خون ولادت کے وقت آدھا بچہ باہر آنے سے پہلے آئے۔

(۹) جس خون میں پاکی کی کم سے کم مدت سے بھی کمتر وقفہ ہو۔

استحاضہ کا حکم :

استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کو نکسیر پھوٹ جائے۔ایسی عورت نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے قضا نہ کرنا چاہیے اور اس سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔

اگر استحاضہ کی تکلیف اتنی مسلسل ہو کہ معذور میں داخل ہو جائے تو معذور کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔

حیض واستحاضہ کی چند صورتیں اور احکام :

مسئلہ : اگر ایک یا دو دن خون آکر بند ہو گیا تو نہانا واجب نہیں ہے وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں۔ اگر پندرہ دن گزرنے سے پہلے خون آجائے گا تو اب معلوم ہوگا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا۔ حساب سے حیض کے جتنے دن ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گزر گئے اور خون نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ استحاضہ تھا سو ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کو قضا پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ : تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے نہ نماز پڑھے اگر پورے دس دن رات پر یا اس سے کم میں خون بند ہو جائے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں کچھ قضا نہ پڑھنی پڑے گی اور یوں سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی ہے۔ اس لیے یہ سب دن حیض کے ہوں گے اور اگر گیارہویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تین ہی دن تھے یہ سب استحاضہ ہے۔ لہٰذا گیارہویں دن نہائے اور سات دن کی نمازیں قضا پڑھے اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔

مسئلہ : اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے نہا دھو ڈالے یعنی غسل کے فرائض ادا کرے تو نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی اور قضا پڑھنا پڑے گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو نماز معاف ہے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں۔

مسئلہ : اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل اتنا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو بھی نماز واجب ہو جاتی ہے۔ اس کی قضا پڑھنا چاہئے۔

مسئلہ : اگر رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کھانا پینا درست نہیں ہے۔ شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا بلکہ اس کی بھی قضا رکھنا پڑے گی۔

مسئلہ : اور اگر رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا ہے تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر دس دن سے کم حیض آیا ہے تو اگر اتنی رات باقی ہے کہ پھرتی سے غسل کے فرائض پورے کر سکتی ہے تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے اگر اتنی رات تو تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزے کی نیت کر لے اور صبح کو نہا لے اور جو اس سے بھی کم

رات ہو یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے پھر اس کی قضا رکھے۔

مسئلہ : اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا اول سے آخر تک برابر خون جاری رہا تب جتنے دن حیض کے آنے کی عادت ہو اتنے دن تو حیض کے ہیں باقی سب استحاضہ ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینے کی پہلی اور دوسری اور تیسری تاریخ کو حیض آنے کا معمول ہے پھر کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ کو خون آیا پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ گویا سولہ دن برابر خون آتا رہا۔ سو اس میں سے تین دن اول کے تو حیض کے ہیں اور تیرہ دن استحاضہ ہے۔ اور اگر چوتھی پانچویں چھٹی تاریخ حیض کی عادت تھی تو یہی تاریخیں حیض کی ہیں اور پہلے تین دن اور بعد کے دس دن استحاضہ کے ہیں اور اگر اس کی کچھ عادت نہ ہو بلکہ پہلے پہل خون آیا ہو تو دس دن حیض ہے اور چھ دن استحاضہ ہے۔

تنبیہ : مگر یہ بات کہ اتنا حیض ہے اور اتنا استحاضہ ہے سولہویں دن سے پہلے معلوم نہ ہوگی تو ایسی حالت میں جب پہلی بار خون دیکھا تو نماز چھوڑ دے اس لیے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ حیض کا خون ہو۔ پھر جب ایک دن کے بعد بند ہوا تو احتمال ہے کہ استحاضہ کا خون تھا اور احتمال ہے کہ حیض ہو۔ اس لیے قاعدہ کی رُو سے اس ایک دن کی نماز قضا پڑھے۔ پھر چودہ روز کے بعد جو خون آیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلا خون حیض کا تھا اس لیے اس وقت تک کی نمازیں بیکار گئیں جن میں تین دن کی معاف ہوگئیں اور ان تین دن سے زائد کی قضا کرے۔ پھر دیکھنا چاہیے کہ ان تین دن کے بعد اس نے غسل کیا تھا یا نہیں۔ اگر غسل کر کے نمازیں پڑھی تھیں تب تو ان تیرہ دنوں کی نمازیں سب درست ہوگئیں اور اگر غسل نہیں کیا تھا تو باقی تیرہ دنوں کی نمازیں قضا پڑھے اور اب جو خون دیکھا ہے تو اس میں نماز نہ چھوڑے غسل کر کے نماز پڑھے اگر پہلے غسل نہ کیا تھا اور اب وہ مستحاضہ شمار ہوگی۔

نفاس کا بیان :

بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ نفاس کے چالیس دن ہیں اور کم کی کوئی حد نہیں اگر کسی کو ایک آدھ گھڑی خون آ کر بند ہو جائے تو وہ بھی نفاس ہے۔

مسئلہ : آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا اس وقت جو خون آئے وہ بھی نفاس ہے۔

مسئلہ : کسی عورت کا حمل گر گیا تو اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے کے بعد جو خون آئے گا وہ بھی نفاس ہے اور اگر بالکل نہیں بنا بس گوشت ہی گوشت ہے تو یہ نفاس نہیں بلکہ اگر وہ خون حیض بن سکے یعنی مدت کے اعتبار

سے جبکہ خون تین دن سے کم نہ ہو اور اس سے پہلے کم از کم پندرہ دن پاکی کے گزر چکے ہوں تو حیض ہوگا اور اگر حیض نہ بن سکے مثلاً تین دن سے کم آئے یا پاکی کا زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ : اگر ناف کی طرف سے بچہ پیدا ہوا اس طرح کہ حاملہ کے پیٹ میں زخم تھا وہ پھٹ گیا اور اس طرح سے بچہ نکل آیا یا بڑا آپریشن کر کے بچہ حاصل کیا گیا تو بچہ حاصل ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو بھی خون آجائے وہ نفاس ہوگا۔

مسئلہ : اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر پہلے پہل یہی بچہ ہوا تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جتنا زیادہ آیا ہے وہ استحاضہ ہے۔ پس چالیس دن کے بعد نہا ڈالے اور نماز پڑھنا شروع کردے خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے اور اگر یہ پہلا بچہ نہیں بلکہ اس سے پہلے جن چکی ہے اور اس کی عادت معلوم ہے کہ اتنے دن نفاس آتا ہے تو جتنے دن نفاس کی عادت ہو اتنے دن نفاس کے ہیں اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے۔ مگر یہ بات چالیس روز کے بعد معلوم ہوگی۔

مسئلہ : اگر چھ مہینے کے اندر اندر آگے پیچھے دو بچے ہوں تو نفاس کی مدت پہلے بچہ سے لی جائے گی اگر دوسرا بچہ دس بیس دن یا دو ایک مہینے کے بعد ہوا تو دوسرے بچے سے نفاس کا حساب نہ کریں گے۔ مثلاً کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوئے اور دونوں کے درمیان چھ مہینے سے کم کا زمانہ ہے تو پہلا ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد سے نفاس سمجھا جائے گا۔ لہٰذا اگر دوسرا بچہ پہلے بچے کی پیدائش کے بعد سے چالیس دن کے اندر پیدا ہوا ہو اور خون آیا ہو تو پہلے بچہ کی پیدائش سے چالیس دن تک نفاس ہے پھر استحاضہ ہے اور اگر دوسرا بچہ چالیس دن کے بعد پیدا ہوا تو اس دوسرے کے بعد جو خون آیا ہے وہ کُل استحاضہ ہے نفاس نہیں ہے۔ مگر دوسرے بچے کے پیدا ہونے کے بعد بھی نہانے کا حکم دیا جائے گا یعنی دوسرا بچہ پیدا ہونے کے بعد غسل کرے اور نماز پڑھے۔

اگر دونوں کے درمیان چھ مہینے یا اس سے زیادہ وقفہ ہو تو یہ جڑواں نہ ہوں گے بلکہ یہ دو حمل اور دو نفاس ہوں گے۔ یاد رہے کہ حمل کی کم سے کم مدت چھ مہینے ہوتی ہے۔

مسئلہ : کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے لیکن تیس دن گزر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہائے پھر اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہوگیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جائیں تو فقط تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔

نفاس کے چند احکام :

مسئلہ : اگر چالیس دن سے پہلے خون نفاس بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کردے اور اگر

غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز شروع کر دے ہرگز قضا نہ ہونے دے۔

مسئلہ : نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ معاف نہیں بلکہ قضا رکھنا چاہیے۔

مسئلہ : اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آئے تب بھی جننے کے بعد نہانا واجب ہے۔ ایسا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک احتیاط کے طور پر ہے کیونکہ ولادت کے ساتھ کچھ نہ کچھ خون ہوتا ہی ہے۔

حیض و نفاس کے مشترک احکام :

مسئلہ : حیض و نفاس کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں۔ اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا پاک ہونے کے بعد قضا رکھنی پڑے گی۔

مسئلہ : فرض نماز پڑھنے میں حیض و نفاس شروع ہو گیا تو وہ نماز بھی معاف ہو گئی۔ پاک ہونے کے بعد اس کی قضا نہ پڑھے۔ اگر نفل یا سنت نماز میں حیض یا نفاس شروع ہوا تو اس کی قضا پڑھنا ہوگی۔

مسئلہ : اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض یا نفاس شروع ہوا اور ابھی نماز نہیں پڑھی تب بھی معاف ہو گئی۔

مسئلہ : اگر کچھ روزہ گزرنے کے بعد حیض یا نفاس شروع ہوا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا۔ جب پاک ہو اس کی قضا رکھے۔ اگر نفلی روزہ ہو تو اس کی قضا بھی کرنی ہوگی۔

مسئلہ : حیض و نفاس کے زمانہ میں نہ تو جماع ہو اور نہ ہی عورت کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کا جسم شوہر کے کسی عضو سے مس ہو اور نہ ہی شوہر اتنے جسم پر نظر ڈالے۔ اس کے سوا اور سب باتیں درست ہیں یعنی ساتھ کھانا پینا لیٹنا باقی جسم کو چھونا اور اس کا بوسہ لینا وغیرہ درست ہے۔

مسئلہ : کسی کی عادت پانچ دن کی یا نو دن کی تھی سو جتنے دن کی عادت تھی اتنے ہی دن خون آیا پھر بند ہو گیا تو جب تک نہا نہ لے تب تک صحبت کرنا درست نہیں۔ اگر غسل نہ کرے تو جب ایک نماز کا وقت گزر جائے یعنی ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو جائے تب صحبت درست ہے اس سے پہلے درست نہیں۔

یہی حکم نفاس کا ہے جب عادت پر نفاس کا خون ختم ہو جائے تو عورت کے نہانے یا ایک نماز کا وقت گزر جانے کے بعد صحبت درست ہے پہلے درست نہیں۔

مسئلہ : اگر عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن آ کے بند ہو گیا تو نہا کے نماز پڑھنا واجب ہے لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہو جائیں تب تک صحبت کرنا درست نہیں کہ شاید پھر خون آ جائے۔

اسی طرح کا حکم اس وقت ہے جب نفاس کا خون سابقہ عادت سے پہلے ختم ہو جائے۔

مسئلہ : اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا تو جب سے خون بند ہوا ہے اسی وقت سے صحبت کرنا درست ہے چاہے نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو۔

جب نفاس کا خون بھی پورے چالیس دن پر ختم ہوا ہو تو اس وقت صحبت کرنا درست ہے۔ لیکن حیض و نفاس دونوں صورتوں میں عورت اگر پہلے نہا لے تو یہ بہتر ہے۔

مسئلہ : جو عورت حیض سے ہو یا نفاس سے ہو اور جس پر نہانا واجب ہو اس کو مسجد میں جانا اور کعبہ شریف کا طواف کرنا اور کلام مجید کا پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا درست نہیں۔ البتہ اگر کلام مجید جزدان یا رومال میں لپٹا ہو یا اس پر کپڑے وغیرہ کی چولی چڑھی ہوئی ہو اور جلد کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہو بلکہ الگ ہو کہ اتارنے سے اتر سکے تو اس حال میں قرآن مجید کا چھونا اور اُٹھانا درست ہے۔

مسئلہ : جس روپیہ، پیسہ، طشتری، تعویز یا کسی اور چیز میں قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی ہو اس کو بھی چھونا ان کے لیے درست نہیں۔ البتہ اگر تھیلی یا برتن وغیرہ میں رکھے ہوں تو اس تھیلی اور برتن کو چھونا اور اُٹھانا درست ہے۔

مسئلہ : کرتہ کے دامن اور دوپٹہ کے آنچل سے بھی قرآن مجید کو پکڑنا اور اُٹھانا درست نہیں۔ البتہ اگر بدن سے الگ کوئی کپڑا ہو جیسے رومال، تولیہ وغیرہ اس سے پکڑ کے اُٹھانا جائز ہے۔

مسئلہ : اگر پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا ذرا سا لفظ یا آدھی آیت پڑھے تو درست ہے لیکن آیت اتنی بڑی نہ ہو کہ اس کی آدھی کسی چھوٹی سی آیت کے برابر ہو جائے۔

مسئلہ : اگر الحمد کی پوری سُورت یا معوذتین دعا کی نیت سے پڑھے یا اور دعائیں جو قرآن میں آئی ہیں ان کو دعا کی نیت سے پڑھے، تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو درست ہے اس میں کچھ گناہ نہیں ہے جیسے یہ دعا **ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار** اور یہ دعا **ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأ نا** آخر تک جو سورۂ بقرہ کے آخر میں لکھی ہے یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آتی ہو، دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے اسی طرح دعا یا ثناء کے طور پر آیۃ الکرسی کا پڑھنا بھی صحیح ہے۔ قرآن کے طور پر صحیح نہیں۔

مسئلہ : دعائے قنوت کا پڑھنا بھی درست ہے۔

مسئلہ : اگر کوئی عورت لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھاتی ہو تو ایسی حالت میں ہجے کروانا درست ہے اور رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک ایک دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے اور کاٹ کاٹ کر آیت رواں کہلائے۔

مسئلہ : لڑکی حفظ کر رہی ہو اور اس دوران اس کو حیض آنا شروع ہو جائے تو حیض کے دنوں میں قرآن شریف

نہ پڑھے۔ پڑھا ہوا یاد رکھنے کے لیے دو طریقے ہو سکتے ہیں۔

(۱) کپڑے وغیرہ سے قرآن پاک کھول کر بیٹھے اور قلم وغیرہ کسی چیز سے ورق پلٹائے اور قرآن پاک میں دیکھ کر دل دل میں پڑھے زبان نہ ہلائے۔

(۲) کوئی تلاوت کر رہا ہو اس کے پاس بیٹھ جائے اور سنتی رہے۔ سننے سے بھی یاد ہو جاتا ہے۔

مسئلہ : کلمہ اور درود شریف پڑھنا اور خدائے تعالیٰ کا نام لینا، استغفار یا کوئی اور وظیفہ پڑھنا جیسے **لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم** منع نہیں ہے یہ سب درست ہے۔

مسئلہ : حیض کے زمانہ میں مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ اللہ کیا کرے تا کہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جائے اور پاک ہونے کے بعد نماز سے جی نہ گھبرائے۔ (جاری ہے)

☆

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

نفیس بُک بائنڈرز

NBB

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جِلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جِلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جِلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور۔ فون 7322408

باب : ۳ قسط : ۱۸

فہم حدیث

☆

نبوت ورسالت

﴿حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب﴾

نبوت کے دلائل :

معجزات :

عن انس ان اهل مكة سألوارسول الله ﷺ ان يريهم اية فأراهم انشقاق القمر وفي رواية شقتين حتى رأوا حراء بينهما وفي رواية فقال النبي ﷺ اشهدوا

(بخاری)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے اہل مکہ نے رسول ﷺ سے اس بات کی فرمائش کی کہ آپ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے ان کو چاند کے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ دکھایا یہاں تک کہ انہوں نے کوہ حراء کو ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھ لیا اور آپ نے (ان سے) فرمایا دیکھو گواہ رہنا۔

فائدہ : چاند کا پھٹنا چونکہ خلاف معمول تھا اس لیے کسی حساب کتاب سے ان کو معلوم نہیں کیا جا سکتا، رہا یہ اعتراض کہ اس کو حدیث سے ہٹ کر اور لوگوں نے نقل ہی نہیں کیا تو اس کا جواب یہ ہے۔

(۱) بہت سی دنیا میں چاند اس وقت طلوع ہی نہیں ہوا ہوگا۔

(۲) عربوں میں سائنس کا رواج ہی نہ تھا۔ ویسے بھی مشاہدہ کا اس وقت اہتمام کیا جاتا ہے جب کسی واقعہ کی حساب سے توقع ہو۔

(۳) سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کے خلاف کوئی واقعاتی شہادت موجود نہیں یعنی کوئی یہ کہے کہ فلاں وقت میں چاند کو دیکھ رہا تھا مجھے تو وہ پھٹا ہوا نظر نہیں آیا ایسا نہیں ہوا۔ چاند کو نہ دیکھنے کی تو مذکورہ بالا دو وجہوں کے علاوہ

اور بھی وجوہات ہوسکتی ہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لقد رأیتنی فی الحجروقریش تسألنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم أثبتھا فکربت کربا ما کربت مثلہ فرفعہ اللّٰہ لی انظرالیہ ما یسألونی عن شیٔ الا انبأتھم (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں حطیم میں کھڑا تھااور قریش مجھ سے میرے (شب میں) سفرمعراج کے متعلق (بطورامتحان) طرح طرح کے سوالات کررہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بیت المقدس کی بہت سی چیزوں کے متعلق بھی کھودکرید کرنی شروع کی جو مجھ کوٹھیک ٹھیک یاد نہ رہی تھی (کیونکہ آپ ﷺ بیت المقدس کی عمارت وغیرہ کی تفصیلات تویاد کرنے نہیں گئے تھے) تواب مجھے ان کی تکذیب کے اندیشے سے) ایسی بے چینی پیش آئی کہ اس سے پہلے ایسی کبھی پیش نہ آئی تھی تو (اس وقت اللہ تعالی نے بیت المقدس کومیرے سامنے اس طرح کردیا کہ میں اس کودیکھ دیکھ کران کے ہرہرسوال کاجواب دیتارہا۔

عن ابن شھاب من روایۃ سراقۃ نفسہ قال جاء نا رسل کفارقریش یجعلون فی رسول اللّٰہ ﷺ وابی بکردیۃ کل واحد منھا لمن قتلہ أوأسرہ فبینما انا جالس فی مجلس من مجالس قومی بنی مدلج اذ أقبل رجل منھم حتی قام علینا و نحن جلوس فقال یا سراقۃ انی رأیت انفا أسودۃ بالساحل أراھما محمدا واصحابہ قال سراقۃ فعرفت أنھم ھم فقلت لہ انھم لیسوا بھم ولکنک رأیت فلانا وفلانا انطلقوابأعیننا ثم لبثت فی المجلس ساعۃ ثم قمت فدخلت بیتی فأمرت جاریتی أن تخرج فرسی وھی من وراء أکمۃ فتحبسھا علیّ وأخذت رمحی فخرجت بہ من ظھرالبیت فخططت بزجہ الأرض وخفضت عالیہ حتی أتیت فرسی فرکبتھا فرفعتھا تقرب بی حتی دنوت منھم فعثرت بی فرسی فخررت عنھا فقمت فأھویت یدی الی کنا نتی فاستخرجت منھا الأزلام فاستقسمت بھا أضرھم أم لا فخرج الذی أکرہ فرکبت وعصیت الأزلام تقرب بی حتی اذا سمعت قراءۃ رسول اللّٰہ ﷺ وھولایلتفت وابوبکر یکثرالالتفات ساخت یدا فرسی فی الأرض حتی بلغتا الرکبتین فخررت عنھا ثم زجرتھا فنھضت فلم

تكد تخرج يديها فلما استوت قائمة اذا لأثر يديها غبار ساطع فی السماء مثل الدخان فاستقسمت بالأزلام فخرج الذی أكره فناديتهم بالأمان فوقفوا فركبت فرسی حتى جئتهم ووقع فی نفسی حين لقيت ما لقيت من الحبس عنهم أن سيظهر أمر رسول الله ﷺ . (بخاری و مسلم)

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ حضرت سراقہ بن مالک ؓ کا خود اپنا بیان نقل کرتے ہیں کہ ہمارے پاس کفارِ قریش کے قاصد یہ پیغام لے کر آئے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر ؓ کو قتل کرے یا قید کرے تو اس کو ان میں سے ہر ایک کے عوض میں دیت کے برابر مال ملے گا۔ یہ کہتے ہیں کہ ابھی کچھ دیر گزرنے نہ پائی تھی کہ میں اپنی قوم بنی مدلج میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص سامنے آیا اور کہنے لگا اے سراقہ دریا کے کنارے میں نے ابھی ابھی کچھ لوگ دیکھے ہیں جن کے متعلق میرا غالب گمان یہی ہے کہ وہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی ہوں گے۔ اس کے پتہ دینے پر میں سمجھ تو گیا کہ ہوں نہ ہوں یہ وہی ہیں مگر (یہ سوچ کر کہ میں تنہا جا کر ان کو پکڑ لوں اور پورا انعام خود لے لوں بات ٹالنے کے لیے) میں نے اس سے کہہ دیا وہ نہیں ہو سکتے شاید تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہوگا جو ہمارے سامنے گئے ہیں۔ پھر ذرا سا وقفہ دے کر میں اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھر جا کر اپنی باندی سے کہا کہ میرا گھوڑا باہر نکالے جو کہ ایک ٹیلے کے پیچھے تھا اور اس کو لے کر کھڑی رہے ادھر میں اپنا نیزہ لے کر گھر کی پشت کی طرف سے نکلا اور اس کا پھل زمین کی طرف کر دیا اور اس کے اوپر کے حصہ کو نیچا کر دیا (تاکہ کسی کی نظر نہ پڑے اور وہ ساتھ نہ ہو لے اور انعام میں شریک نہ ہو جائے یا سبقت نہ لے جائے) یہاں تک کہ میں اپنے گھوڑے پر آ کر سوار ہو گیا اور اس کو تیز کر دیا کہ وہ جلد ان کو جا پکڑے۔ جب میں ان کے نزدیک پہنچا تو میرا گھوڑا دفعۃً پھسلا اور میں اس کے اوپر سے جا پڑا۔ کھڑے ہو کر میں نے فال کے تیر نکالے اور ان کا پانسا گھمایا تاکہ یہ دیکھوں کہ میں ان کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں۔ فال میں جو بات نکلی وہ وہ تھی جو میں ناپسند کرتا تھا مگر پھر بھی میں نے اس کی کچھ پروا نہ کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے اتنے نزدیک پہنچ گیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ آپ کسی طرف التفات نہ فرماتے تھے جبکہ ابوبکر بار بار مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ جب میں اتنے قریب جا پہنچا تو (اس مرتبہ) میرے گھوڑے کے دونوں ہاتھ زمین میں دھنس گئے یہاں تک کہ گھٹنوں تک جا پہنچے اور میں پھر اس پر سے گر پڑا۔ میں پھر اُٹھ کھڑا

ہوا اور گھوڑے کو زور سے ڈانٹا مگر وہ اپنے ہاتھ زمین سے نہ نکال سکا۔ پھر جب وہ بمشکل سیدھا کھڑا ہوا تو زمین سے دھوئیں کی طرح ایک غبار نکلا۔ میں نے پھر اپنے فال کے تیر گھمائے مگر وہی بات نکلی جو مجھے پسند نہ تھی۔ اس پر میں نے امن کے لیے آواز دی۔ وہ ٹھہر گئے میں گھوڑے پر سوار ہو کر جب بالکل ان کے پاس پہنچ گیا تو اپنی پیش آمدہ رکاوٹوں کی وجہ سے میرے دل میں اب یہ یقین ہو گیا کہ آپ کا دین ضرور غالب ہو کر رہے گا۔

عن عمران بن حصين قال كنت مع النبى ﷺ فى مسيرله وجعلنى فى ركوب بين يديه يطلب الماء وقد عطشنا عطشا شديداً فبينما نحن نسير اذا نحن بامرأة سادلة رجليها بين مزادتين فقلنا لهاأين الماء فقالت ايهاه ايهاه لا ماء لكم فقلت كم بين أهلك وبين الماء قالت مسيرة يوم وليلةٍ قلنا انطلقى الى رسول الله ﷺ قالت ومارسول الله ﷺ فلم نملكها من أمرها شيئاً حتى انطلقنا بها فاستقبلنا بها رسول الله ﷺ فسألها فاخبرته مثل الذى أخبرتنا واخبرته انها مؤتمة لها صبيان أيتام فأمربراويتها فأنيخت فمج فى الغرلاوين العليا وين ثم بعث براويتها فشربنا ونحن اربعون رجلا عطاشاحتى روينا وملأ نا كل راوية وملأ نا كل قربة معنا واداوة وغسلنا صاحبنا غيرأنا لم نسق بعيراوهى تكاد تتفرج من الماء يعنى المزادتين ثم قال هاتوا ماعندكم فجمعنا لها من كسروتمر صرلها صرة وقال لها اذهبى فأطعمى عيالك واعلمى أنا لم نرزأ من ماء ك شيئاً فلما أتت اهلها قالت لقد رأيت أسحرا لبشرأوأنه لنبى كما زعم كان من أمره ذيت وذيت فهدى الله عزوجل ذلك الصرم بتلك المرأة فأسلمت وأسلموا (بخارى و مسلم)

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ (رستے میں) ہم کو سخت پیاس لگی تو آپ نے پانی کی تلاش کے لیے ایک قافلہ جو آگے جا رہا تھا اس کی طرف جلدی سے ہم کو روانہ کیا (تا کہ اس سے ہم کو کچھ پانی حاصل ہو جائے) ہم جا رہے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنی چھاگلوں کے درمیان اونٹنی پر پیر لٹکائے جا رہی ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا پانی کہاں ملے گا اس نے کہا پرے ہو پرے ہو تمہارے لیے پانی نہیں ہے۔ پھر میں نے اس سے

پوچھا تیرے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔اس نے کہا ایک دن کا۔ہم نے اس سے کہا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس چل۔اس نے پوچھا اللہ کا رسول کیا ہوتا ہے۔ہم اس کو بے بس کر کے اپنے ساتھ لے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے لاکر اس کو پیش کر دیا۔آپ نے پانی کے متعلق اس سے دریافت کیا۔اس نے آپ ﷺ کو وہی جواب دیا جو ہم کو دیا تھا اور آپ ﷺ کو یہ بھی بتایا کہ میں ایک بیوہ عورت ہوں اور میرے بچے یتیم ہیں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کی اونٹنی بٹھادی جائے تو اس کو بٹھا دیا گیا۔آپ ﷺ نے اس کی چھاگلوں کے اوپر کے دہانوں میں دہن مبارک سے کلی کر کے پانی ڈال دیا اور پھر اونٹنی کو کھڑا کر دیا (تاکہ نیچے کے دہانے سے پانی لیا جاسکے) اس وقت ہم چالیس آدمی تھے اور سب پیاسے تھے۔سب نے پیٹ بھر کر پانی پیا اور اپنے اپنے اونٹوں پر رکھے ہوئے چھاگل اور دوسرے مشکیزے اور جتنے برتن تھے سب پانی سے بھر لیے اور ہم نے ایک دوسرے پر پانی بھی ڈالا البتہ ہم نے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا لیکن چھاگلیں تھیں کہ پانی کے جوش کے مارے پھٹی جارہی تھیں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے ہم لوگوں سے کہا اب جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ لے کر آؤ تو ہم نے اس عورت کے لیے کچھ روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جمع کر دیں۔آپ ﷺ نے ان کو ایک تھیلی میں ڈال کر اس سے فرمایا جا یہ جا کر اپنے بچوں کو کھلا دے اور یہ یاد رکھنا کہ ہم نے تیرے پانی میں کچھ کمی نہیں کی ہے۔جب وہ اپنے گھر آئی تو اس نے کہا میں نے بہت بڑا جادوگر دیکھا ہے ورنہ وہ واقعی نبی ہیں جیسا کہ ان کا دعوٰی ہے، انہوں نے یہ یہ کرشمے دکھائے۔اس عورت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس کے پورے قبیلے کو ہدایت نصیب فرمائی چنانچہ وہ خود بھی مسلمان ہوئی اور باقی لوگ بھی مسلمان ہوئے۔

اُمت کے ساتھ انبیاء کی ہمدردی و خیر خواہی :

عن ابی موسٰی قال قال رسول اللّٰہ ﷺ انما مثلی ومثل ما بعثنی اللّٰہ بہ کمثل رجل اتی قوما فقال یا قوم انی رأیت الجیش بعینی وانی انا النذیرالعریان فالنجاء النجاء فاطاعہ طائفۃ من قومہ فأدلجوا فانطلقوا علی مھلھم فنجوا وکذبت طائفۃ منھم فأصبحوا مکانھم فصبحھم الجیش فاھلکھم واجتاحھم فذلک مثل من اطاعنی فا تبع ماجئت بہ ومثل من عصانی وکذب ماجئت بہ

من الحق (بخاری و مسلم)

حضرت ابی موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور اس دین کی مثال جو خدا نے مجھے دے کر بھیجا ہے اس شخص کی سی ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم میں نے دشمن اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور (عربوں میں دستور تھا کہ جب کوئی شخص دشمن کا لشکر دیکھتا تو اپنے کپڑے اُتار کر کسی اُونچی جگہ چڑھ کر ان کو ہلاتا تاکہ یہ وحشت ناک صورت دیکھ کر لوگ دشمن کی آمد کا یقین کرلیں اور دشمن کے پہنچنے سے پہلے ہوشیار ہو جائیں چنانچہ اس کی خبر بھی چشم دید اور سچی سمجھی جاتی تھی اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے آپ کو النذیر العریان یعنی ننگے ڈرانے والے سے تعبیر فرمایا مراد یہ تھی کہ) میں ایک سچا ڈرانے والا ہوں لہٰذا نجات کی جلدی کرو، نجات کی جلدی کرو۔ اس پر اس کی قوم میں سے کچھ نے تو اس کا کہنا مانا اور آہستہ آہستہ شروع رات میں ہی چل پڑے اور دشمن سے نجات پاگئے اور کچھ نے اس کو جھوٹا سمجھا اور اپنی جگہ (اپنے بستروں پر) صبح تک (پڑے سوتے) رہے دشمن کا لشکر (عربوں کے دستور کے مطابق) صبح سویرے ان پر حملہ آور ہوا اور ان کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ بس ٹھیک یہی مثال ہے اس شخص کی جس نے میری بات مان لی اور میرے لائے ہوئے دین کی پیروی کی (کہ اس خوش نصیب نے خدا کے عذاب سے نجات پائی) اور اس شخص کی جس نے میری بات نہ مانی اور اس سچائی کو جھٹلایا دیا جو میں اپنے ساتھ لایا ہوں (اور کفر میں عمر گزار دی اور مرگیا اور دائمی عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا)۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ مثلی کمثل رجل استوقد ناراً فلما أضاء ت ماحولها جعل الفراش و هذه الدواب التی تقع فی النار یقعن فیه وجعل یحجزهن و یغلبنه فیتقحمن فیها فأنا اخذ بحجز کم عن النار وانتم تقحمون فیها و فی روایة لمسلم قال فی آخرها قال فذ لک مثلی و مثلکم أنا آخذ بحجزکم عن النار هلم عن النارهلم عن النار فتغلبونی تقحمون فیها .(بخاری ومسلم، مشکوة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (تمہارے ساتھ محبت اور خیرخواہی میں کہ تم بھی آخرت کے عذاب سے بچ کر ہمیشہ کی نعمتیں حاصل کرلو) میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی جب اس نے اردگرد کو خوب روشن کردیا تو پروانے اور یہ

کیڑے جو آگ میں گرا کرتے ہیں اس میں گرنے لگے۔ وہ ہے کہ انہیں روک رہا ہے اور یہ ہیں کہ اسے عاجز کر کے آگ میں گھسے جا رہے ہیں۔ اسی طرح میں بھی ہوں کہ تمہاری کمر پکڑ پکڑ (یعنی تمہاری منت سماجت کر کے) تمہیں دوزخ سے بچا رہا ہوں اور تم ہو کہ اس میں گھسے جاتے ہو۔ صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ یہ میری اور تمہاری مثال ہے میں تمہاری کمر پکڑے ہوئے (کہہ رہا) ہوں دوزخ سے بچو دوزخ سے بچو تم مجھے عاجز کر کے اس میں گھسے جاتے ہو۔

رسول کا آنا ان کی قوم کے لیے فیصلہ کن ہوتا ہے :

عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الٰہ الا اللّٰہ و ان محمدا رسول اللّٰہ و یقیموا الصلاۃ ویؤتوا الزکٰوۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماء ھم وأ موالھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللّٰہ.

(بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں (ان) لوگوں سے (جن میں میں مبعوث ہوا ہوں) قتال اور جنگ کرتا رہوں یہاں تک وہ (یا تو جزیرہ نما عرب سے نکل جائیں یا اسلام قبول کرلیں اور) اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کرلیں گے تو وہ مجھ سے اپنی جانوں کو اور اپنے مالوں کو محفوظ کرلیں گے الا یہ کہ اسلام کا کوئی حق ہو (مثلاً یہ کہ کسی کو جان بوجھ کر ناحق قتل کیا تو اب قاتل کو حفاظت حاصل نہ ہو گی بلکہ اسلام ہی کے حکم کے مطابق اس سے قصاص لیا جائے گا) اور ان کا (اس اعتبار سے) حساب (کہ اخلاص تھا یا نہیں) اللہ پر ہے۔

(جاری ہے)

مسز طاہرہ کوکب : ایم اے/ایم فل
ممبر سٹی کونسل اور ایجوکیشن کمیٹی

پاکستان میں مذہبی عدم رواداری کا فلسفہ، اسباب اور حل اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں

مغرب میں انسانی زندگی کو دینیت اور لادینیت روحانیت اور مادیت مذہب اور ریاست کی مکمل اور مطلق ثنویت میں تقسیم کیا گیا۔اس سے پہلے انسان کی تمام تر زندگی کی تشکیل خواہ وہ پرائیویٹ ہو یا معاشرتی سب مذہبی عقائد پر ہی ہوتی تھی، مذہبی اقدار و اُصول زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہوتے تھے۔عقائد، اخلاق، آداب وقوانین اور رسوم و رواج سب ایک ہی کل کے مربوط اجزا سمجھے جاتے تھے۔

اسلام میں رواداری کا مفہوم :

قرآن نے دین کے معاملے میں مکمل آزادی کا اعلان کیا اس آزادی کا مفہوم مشہور صدر روز ولٹ کی اعلان کردہ ''چار آزادیوں'' سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اگر کسی سلطنت میں کوئی قوم یا ملت اپنے شخصی قانون کی پیروی پر مصر ہو تو اسے اس کی پوری آزادی ہونی چاہیے اور اس آزادی کو برداشت کرنا چاہیے اگرچہ دوسرے حقوق کی طرح اس حق کا استعمال بھی چند حدود کے اندر امحصور ہوگا۔اگر یہ بنیادی اخلاقی اقدار کے خلاف ہو یا معاشرے کے امن اور ملک کے دفاع میں خلل انداز ہو تو اس پر عمل کرنے کی کلی ممانعت ہوگی خواہ وہ کسی ملت یا قوم کے مذہب کا جزو ہی کیوں نہ ہو مثلاً ایک اسلامی مملکت میں کسی بیوہ کو اپنے خاوند کی چتا پر جلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی خواہ کسی ملت کے نزدیک یہ عمل کتنا ہی پسندیدہ کیوں نہ ہو۔اسی طرح ہر حالت میں بلا تفریق مذہب وملت ربا، جوا اور زنا مکمل طور پر حرام ہوں گے اس قسم کی حدود اور پابندیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختلف ملتوں اور قوموں کو اپنے عقائد و اعمال کے مطابق زندگی بسر کرنے کی مکمل آزادی ہوگی۔اس بنیادی اُصول کا جواز قرآن حکیم کی اسی آیت کہ ''دین اسلام قبول کرنے کے لیے کسی پر زبردستی نہیں'' سے مستنبط ہے۔

عدم رواداری کا فلسفہ اور نقصانات :

انسان کی جب قوت برداشت جواب دے جاتی ہے تو اس وقت وہ جنون کی اقسام میں سے ایک قسم کا شکار ہوتا ہے اور اس عدم رواداری کے نتیجے میں اس سے ایسے اعمال سرزد ہو جاتے ہیں جن کا جسمانی ، مالی نقصان ساری

زندگی بلکہ اس کے بعد بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ عدم رواداری کے مضر رساں پہلو ہیں جنہیں میں مختصر اشارات کی شکل میں واضح کیے دیتی ہوں۔

(۱) پہلا یہ کہ عدم رواداری کے نتیجہ میں انسان دوسرے کو جسمانی، جانی یا مالی نقصان پہنچاتا ہے تاکہ اپنے غصہ کی تسکین کر سکے۔ اسلام کسی بھی شخص کو بدلہ لینے سے نہیں روکتا لیکن خود بدلہ لینے کی بھی اجازت نہیں دیتا بلکہ اس سلسلہ میں قاضی اور جج کی ذمہ داری ہے وہ متاثرہ شخص کو بدلہ مالی، جسمانی دلوائے یہ اس لیے ہے کہ متاثرہ شخص جب خود بدلہ لے گا تو غصہ کی وجہ سے وہ حدِ اعتدال سے باہر نکل جائے گا اور انصاف کا مقام مجروح ہوگا۔

(۲) دوسرا یہ کہ عدم برداشت کے نتیجہ میں انسان اگر مذکورہ شخص سے زیادتی کا بدلہ نہیں لے سکتا ہے تو وہ یہ غصہ کسی پر تشدد کر کے ذائل کرتا ہے اور اس تشدد کا شکار ہونے والے چار طبقے ہوتے ہیں :

(الف) ماتحت ملازمین : ان کو برا بھلا کہتا ہے مارتا پیٹتا ہے۔

(ب) بچے : استاذ ہے تو بچوں پر تشدد کرتا ہے ڈانٹتا ہے اگر اپنے بچے ہیں تو بھی ان کے ساتھ مختلف نوعیتوں کی زیادتی کا ارتکاب کرتا ہے۔

(ج) خواتین : کوئی نہ ملے تو بیویوں پر یہ غصہ کبھی تشدد کی صورت میں، کبھی گالیوں کی صورت میں اور کبھی باورچی خانے میں جلا کر نکالا جاتا ہے۔

(د) بوڑھے : کبھی عدم رواداری کا شکار اپنے بزرگ ہی بنتے ہیں۔

(۳) تیسرے یہ کہ یہ عدم رواداری کبھی مذہبی اختلافات کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے۔ ردِعمل میں انسان مشتعل ہو کر مخالفت کو آخری درجہ میں پہنچا دیتا ہے اسے فاسق سے کافر، جاہل سے واجب القتل تک قرار دے دیتا ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ یہ عدم رواداری کبھی عصرِ حاضر کی سیاست سے وجود میں آتی ہے اور مخالف کی کسی بات یا وابستگی سے برا فروختہ ہو کر اس کے جسمانی یا مالی نقصان کا ذریعہ بنتا ہے۔ آج کے مروجہ نعرے اسی عدم رواداری کا شاہکار ہیں۔

(الف) ....کا جو یار ہے وہ قوم کا غدار ہے۔

(ب) قائد کا جو غدار ہے وہ موت کا حق دار ہے۔

(ج) ماردو گولی لے لو جان ....

(د) ....ہم شرمندہ ہیں تیرے قاتل زندہ ہیں۔

(۵) پانچویں یہ کہ یہ عدم رواداری کبھی عزت و آبرو کے پامال ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور انسان مخالف کی

زیادتی کا جواب خود اس مخالف کو دینے یا دلوانے کے بجائے اس کی ماں، بہن، بیٹی کو دیتا ہے۔

(۶) چھٹے یہ کہ اگر اس عدم رواداری کے سبب کا ازالہ نہیں ہوتا ہے تو دل ہی دل میں منصوبے بناتا ہے۔ حسد و بغض کی آگ میں جلتا ہے اور مخالف کو جلانے کے منصوبے بناتے بناتے خود ہی فنا ہو جاتا ہے۔

(۷) ساتویں یہ کہ اگر پست ہمت ہو تو اس عدم رواداری کے نتیجے میں خودکشی کر لیتا ہے اور اپنا ہی نقصان کر بیٹھتا ہے چونکہ عدم رواداری کے نتیجے میں مندرجہ بالا حرام افعال اور ظلم سرزد ہوتا ہے اس لیے اسلام نے برداشت کا حکم دیا ہے۔

رواداری نبوت محمدیہ ﷺ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے :

یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ کتب مقدسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رواداری و برداشت حضرت محمد ﷺ کی نبوت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ سیرت طیبہ کی معروف کتاب **سبل الھدٰی و الرشاد** میں دلچسپ واقعہ منقول ہے :

> عبداللہ بن سلامؓ سے مروی ہے کہ زید بن سعنہؓ جو یہود کا بڑا جید عالم تھا اس نے بتایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی جتنی علامتیں ہماری کتب میں بیان کی گئی ہیں، میں نے ان سب کا مشاہدہ کر لیا وہ حضور ﷺ میں بتمامہا پائی جاتی ہیں، مگر دو علامتیں ایسی تھیں جن کے بارے میں میں نے ابھی حضور ﷺ کی آزمائش نہیں کی تھی وہ دو باتیں یہ تھیں۔ "**ان یسبق حلمہ جھلہ**" ان کا حلم ان کے جہل پر سبقت لے جاتا ہے۔ "**ولا تزیدہ شدۃ الجھل الا حلما**"، حضور ﷺ پر جہالت اور حماقت کا جتنا مظاہرہ کیا جائے اتنا ہی حضور اکرم ﷺ کے حلم میں اضافہ ہوتا ہے۔"
>
> میں ان دو صفات کا حضور ﷺ میں مشاہدہ کرنا چاہتا تھا، چنانچہ میں نے اس مقصد کے لیے سرور عالم ﷺ سے کھجوریں خریدیں اور ان کی قیمت نقد ادا کر دی۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ کھجوریں میرے حوالے کرنے کے لیے ایک تاریخ مقرر فرما دی۔ ابھی اس میعاد کو دو دن باقی تھے کہ میں آ گیا اور کھجوروں مطالبہ کر دیا میں نے حضور ﷺ کی قمیص اور چادر کو زور سے پکڑ لیا اور بڑا غضب ناک چہرہ بنا کر آپ ﷺ کی طرف دیکھنا شروع کیا پھر میں نے حضور ﷺ کا نام لے کر کہا "کیا تم میرا حق ادا نہیں کرو گے اے عبدالمطلب کی اولاد! بخدا تم بہت ٹال مٹول

کرنے والے ہو مجھے تمہاری اس عادت کا پہلے سے تجربہ ہے''۔اس وقت حضرت فاروق اعظمؓ بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے۔انہوں نے جب ابن سعنہؓ کی یہ گستاخانہ گفتگو سنی تو اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا **ای عدو اللّٰہ اتقول لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ماا سمع** اے اللہ کے دشمن! تم یہ بکواس اللہ تعالی کے رسول ﷺ کے بارے میں میری موجودگی میں کر رہے ہو۔تمھیں شرم نہیں آتی۔''

نبی کریم ﷺ حضرت عمرؓ کی اس گفتگو کر بڑے سکون و تحمل کے ساتھ سنتے رہے اور مسکراتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا **انا وھو کنا احوج الی غیر ھذا منک یا عمر تأمرنی بحسن الا داء و تأمرہ بحسن اتباعہ** ''اے عمر! جو بات تم نے اسے کہی ہے ہمیں تو اس سے بہتر بات کی توقع تھی۔تمھیں چاہیے تھا کہ مجھے کہتے کہ میں حسن وخوبی سے اس کی کھجوریں اس کے حوالے کردوں اور اسے کہتے کہ وہ اپنے حق کا مطالبہ شائستگی سے کرے'' عمر جاؤ اور اس کا حق (کھجوریں) اس کے حوالے کردو اور جتنا اس کا حق ہے اس سے بیس صاع زائد کھجوریں اس کو دو تا کہ تم نے اسے جو خوفزدہ کیا ہے اس کا بدلہ ہو جائے اور اس کی دلجوئی ہو جائے۔زید بن سعنہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ مجھے اپنے ہمراہ لے گئے اور اپنے آقا کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے میری کھجوریں بھی میرے حوالے کردیں اور بیس صاع اس سے زیادہ بھی مجھے دے دیے۔اس وقت میں نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔اے عمرؓ حضور ﷺ کی بنوت کی جتنی علامات ہماری کتب میں مذکور تھیں ایک ایک کر کے ان سب کا مشاہدہ میں نے آپ ﷺ کی ذات میں کر لیا مگر دو علامتیں ایسی تھیں جن میں ابھی تک حضور ﷺ کو آزمانا تھا۔اب میں نے ان دونوں کو بھی آزمالیا ہے۔**فاشھدک انی رضیت باللّٰہ ربا و بالا سلام دینا و بمحمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم نبیا** ''آج میں اے عمرؓ آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اس بات پر راضی ہو گیا ہوں کہ اللہ تعالی میرا رب ہے اسلام میرا دین ہے اور سرور انبیاء محمد ﷺ میرے نبی ہیں۔''

اس موقع پر مولانا ظفر علی خاں نے کیا خوب کہا ہے۔

رحمت کی گھٹائیں پھیل گئیں افلاک کے گنبد گنبد پر
وحدت کی تجلی کوندگئی آفاق کے سینا زاروں میں

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص کی گواہی بھی ملاحظہ کرلیں! حضرت انسؓ آپ کے خادم خاص تھے، بچپن سے جوانی تک خدمت کی۔ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے مجھے کوئی ایسا کام نہیں بتایا جس میں خود شریک نہ ہوئے ہوں یا وہ کام میری طاقت سے زیادہ ہو اور اگر کبھی کوئی کام غلط ہوگیا تو کبھی غصہ نہیں فرمایا۔

مذہبی رواداری اور علماء کی ذمہ داری !

برداشت علامات بنوت میں سے ایک علامت ہے۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں ارشاد نبوی ﷺ ہے'' **العلماء ورثة الانبیاء** '' علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اُمت محمدیہ کی تاقیامت رہنمائی واصلاح علماء کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ علماء میں یہ صفت وخوبی ناپید ہوتی جارہی ہے۔ مسلمان غیر مسلم کو، ایک مکتبہ فکر دوسرے مکتبہ فکر کو، ایک عالم دوسرے عالم کو برداشت کرنے پر تیار نہیں ہے۔ اس انارکی کے نتیجہ میں آج تک علماء متحد نہ ہوسکے اور اس ملک میں اسلام کا نفاذ نہ ہوسکا۔ معاشرہ بد سے بدتر ہوتا جارہا ہے اسی برصغیر کے ایک بہت بڑے عالم دین مولانا اشرف علی تھانویؒ ہیں ان کے بارے میں لکھا ہے :

> ''حضرت تھانویؒ کی عالی حوصلگی ہی کا نتیجہ تھا کہ دشمنوں کی گالیاں سنتے رہے مگر کبھی ایک جملہ ان کے خلاف لکھنا تک برداشت نہیں تھا۔ ہندوستان کے ایک عالم کے ماننے والوں اور خود انہوں نے بھی بہت کچھ مولانا کے خلاف لکھا، اذیتیں دیں مگر برداشت کرتے رہے۔ خود لکھتے ہیں ''میں اپنے مخالفین اور موذیوں کے جذبات کی بھی رعایت کرتا ہوں ان پر نیک نیتی کا بھی احتمال رکھتا ہوں اور صبر تو ہر حال میں کرتا ہوں ان مولانا کے جواب میں کبھی ایک سطر بھی نہیں لکھی کافر خبیث ملعون سب کچھ بنتا رہتا ہوں۔''

اسے کہتے ہیں سنجیدگی اور عالی ظرفی، نفسِ مسئلہ کی تحقیق تو ضروری ہے مگر کسی کی ذات کو نشانہ طعن وتشنیع بنانا یہ کوئی اچھا کام نہیں اور ایک ہمارا یہ زمانہ کہ بیٹا نہ باپ کی برداشت کرتا ہے اور نہ شاگرد استاد کی، کوئی ایک کہتا ہے تو دس سنتا ہے۔ تہذیب وشائستگی متانت وسنجیدگی کا نام ونشان مٹتا جارہا ہے۔ حضرت تھانویؒ دوسروں کی تنقید وتنقیص سے گھبراتے نہیں تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ ممکن ہے تنقید کرنے والے کی نیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ہو اور اگر اس کی نیت ناحق رنج دینے کی ہو تو اس نے اپنی عاقبت خراب کی ہم کو صبر کا ثواب ملا اور اسی کے ساتھ فرمایا کرتے ''نیز ایسے واقعات سے بعض اوقات اپنی کوتاہیوں پر نظر ہوکر اصلاح کی توفیق ہوجاتی ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو کم ازکم معتقدین کی عنایت سے جو عجب وکبر پیدا ہوگیا تھا یا پیدا ہوسکتا تھا اس سے ازالہ یا انسداد ہوجاتا ہے۔''

دیکھ رہے ہیں حکیم الامت کے فہم کا عالم، کتنا اونچا سوچا کرتے تھے اور دشمنوں کے تیر ونشتر کو اپنے لیے کس طرح کارآمد ثابت کرتے تھے۔ یہ تھی علمی اور مصلحانہ شان، برا ماننے اور برا کہنے کا آخر حاصل ہوتا بھی کیا۔ اس طریق کار میں کتنی بدگمانیوں سے نجات مل گئی اور کتنی نیکیاں حصے میں آگئیں۔ ایک ہمارا یہ دور ہے کہ اچھی چیزوں کے بھی لوگ بُرے پہلو تلاش کرتے ہیں اور اپنے بہی خواہ اور دوستوں کی نیتوں پر حملے سے اجتناب نہیں کرتے اور پھر اسے بنیاد بنا کر وہ وہ صلواتیں سناتے ہیں کہ خدا کی پناہ، نہ تہذیب وتمدن کا لحاظ ہوتا ہے اور نہ علمی وقار کا۔

رواداری پیدا کرنے کا طریقہ :

انسان کا ماحول یا اس کی تربیت اسے غیر متوازن بنا دیتی ہے۔ اسلام انسان کی شخصیت میں ایک توازن قائم رکھنا چاہتا ہے اگر کوئی شخص اپنی اصلاح کرنا چاہے تو اسے اصلاح کی طرف رہنمائی بھی کی گئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے **اذا غضب احد کم وھو قائم فلیجلس.** ”جب تم میں سے کوئی عدم رواداری برداشت وغصہ کا شکار ہو اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اس طرح اس کا غصہ قابو میں آجائے گا۔“

اگر ہم معاشرہ میں رواداری، امن، محبت اور اخوت کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو ہمیں ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔ یہ یاد رکھا جائے مسلکی اختلافات کو سو سال گزر چکے ہیں آج تک کوئی کسی کو ختم نہیں کر سکا ہے اور نہ کر سکے گا۔ ہر مکتبہ فکر کو تہذیب کے دائرہ میں رہ کر اپنی بات پیش کرنے کا حق ہے لیکن کسی بھی طبقہ کے اکابر کو گالیاں دینے یا ان کے مقام کو مجروح کرنے سے باہمی تصادم کے فروغ کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا اور اس تصادم سے ملک وملت اسلامیہ کی بدنامی ہوتی ہے۔ دشمن پہلے ہماری سرحدوں تک تھا اب سرحدوں کے اندر آچکا ہے۔ اس موقع پر مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ایک مشہور قول ”اپنا مسلک چھوڑو نہیں دوسرے کا مسلک چھیڑو نہیں“ پر عمل کرکے آپس میں رواداری اور اخوت کو فروغ دے سکتے ہیں۔ اُسوۂ حسنہ اور عشق رسول ہم سے اسی کا تقاضا کرتا ہے۔ میں اپنی بات ایک غیر مسلم منوہر لال کے ان اشعار پر ختم کرتی ہوں۔

آقا جو محمدؐ ہے عرب و عجم کا — بے مثل نمونہ ہے مروت کا کرم کا
حاصل ہے جنھیں تیرے غلاموں کی غلامی — لیتے نہیں وہ نام کبھی قیصر و جم کا
کہتے ہیں جسے اہل جہاں احمد مرسل — دریا ہے وہ الفت کا وہ منبع ہے کرم کا
کیا دل سے بیاں ہو تیرے اخلاق کی توصیف — عالم ہو امداح تیرے لطف وکرم کا

حاصل مطالعہ

﴿حضرت مولانا نعیم الدین صاحب﴾

چار بیماریوں سے حفاظت کی دعاء :

آج کل جس تیزی سے بیماریاں پھیل رہی ہیں کسی سے مخفی نہیں۔ ایسی صورت حال میں ہمارے لیے ضروری ہے کہ اُن دعاؤں کا اہتمام کریں جو احادیث مبارکہ میں مختلف بیماریوں سے حفاظت کے لیے وارد ہوئی ہیں۔ ذیل میں ایک مختصر دعاء درج کی جارہی ہے جو چار مہلک بیماریوں سے بچاتی ہے :

(۱) جذام (کوڑھ، اور ایسی بیماری جس میں اعضاء جسم گل سڑ کر الگ ہونے لگتے ہیں)

(۲) جنون (پاگل پن جس کا عمومی سبب ڈپریشن اور ٹینشن ہے)

(۳) عمیٰ (اندھا ہو جانا)

(۴) فالج

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

''ہم حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک بڑے میاں تشریف لائے جنہیں قبیصہ کہا جاتا تھا، حضور اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا : تم نے آنے کی کیوں تکلیف کی جبکہ تمہاری عمر بڑی ہوگئی ہے اور تمہاری ہڈیاں چورہ ہوگئی ہیں؟ بڑے میاں بولے یارسول اللہ (ﷺ) میری عمر بڑی ہوگئی ہے، میری ہڈیاں چورہ ہوگئی ہیں، میری ہمت کمزور ہو چکی ہے اور میری موت کا وقت قریب آچکا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ذرا پھر کہنا کیا کہا؟ اُنہوں نے دوبارہ وہی بات عرض کی، حضور علیہ السلام نے فرمایا تمہاری اس بات کی وجہ سے آس پاس کے سب شجر و حجر رو دیئے ہیں۔ اپنی ضرورت پیش کرو تمہارے حق کی ادائیگی ضروری ہو چکی ہے، وہ بولے یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی دعاء تعلیم فرمادیں جس کی بدولت اللہ تعالیٰ مجھے دنیا و آخرت دونوں میں نفع

عطا فرمائیں، دعا زیادہ لمبی نہ بتلائیں کہ میں بوڑھا آدمی ہوں مجھے کچھ یاد نہیں رہتا۔
فرمایا: تمہارے دنیاوی نفع کے لیے یہ مختصر عمل ہے کہ جب تم صبح فجر کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو تین مرتبہ یہ کلمات کہہ لیا کرو۔ **سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ.** ان کلمات کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہیں چار بیماریوں سے بچائیں گے (۱) جذام (۲) جنون (۳) عمیٰ (۴) فالج [۱]

ہمیشہ باوضو رہنے کی فضیلت :

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :
''حضور اکرم ﷺ نے فرمایا **یا انس ان استطعت ان تکون ابدا علی وضوء فا فعل** انس اگر تم سے ہو سکے کہ ہمیشہ باوضوء رہو تو ایسا کرلو۔ **فان ملک الموت اذا قبض روح العبد وھو علی وضوء کتب لہٗ شھادۃً** کیونکہ ملک الموت جب کسی ایسے بندہ کی روح قبض کرتے ہیں جو باوضوء ہو تو اس بندہ کی موت شہادت کی موت لکھی جاتی ہے۔'' [۲]

ایک نوجوان کے بدن سے ہر وقت خوشبو مہکنا :

حضرت علامہ عبداللہ بن اسعد یافعیؒ (م: ۷۶۸ھ) نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''الترغیب والترھیب'' ہے اس میں انہوں نے بہت سے عجیب واقعات درج فرمائے ہیں۔ ذیل میں ایک سبق آموز اور عبرت انگیز واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

امام یافعی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں :
''ایک نوجوان سے ہمیشہ مشک وعنبر کی خوشبو مہکتی تھی اس کے کسی متعلق نے اس سے کہا کہ آپ ہمیشہ اتنی عمدہ ترین خوشبو میں معطر رہتے ہیں اس میں کتنا پیسہ بلا وجہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اس پر جوان نے جواب دیا بخدا میں نے زندگی میں نہ کوئی خوشبو خریدی، اور نہ ہی کوئی خوشبو لگائی۔ سائل نے کہا تو پھر یہ خوشبو کہاں سے اور کیسے؟ جوان نے کہا کہ یہ ایک راز ہے جو بتلانے کا نہیں۔ سائل نے کہا کہ آپ بتلا دیجیے شاید اس سے ہم کو فائدہ ہو۔

---

[۱] عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی مع تحقیق شیخ کوثر ص ۱۱۷
[۲] التذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ ص ۲۲۵

جوان نے اپنا واقعہ سُنایا کہ میں اپنی جوانی کے زمانہ میں ایک خوبرو جوان تھا میرے باپ تاجر تھے، گھریلو سامان فروخت کیا کرتے تھے میں اُن کے ساتھ دُکان میں بیٹھتا تھا، ایک دفعہ ایک بوڑھی عورت نے آکر کچھ سامان خریدا اور والد صاحب سے کہا کہ آپ اپنے لڑکے کو میرے ساتھ بھیج دیجیے تاکہ میں اس کے ہاتھ سامان کی قیمت بھیج دوں۔ میں اس بوڑھی عورت کے ساتھ گیا اور ایک نہایت خوبصورت گھر میں پہنچا اس میں ایک نہایت خوبصورت کمرے میں مسہری پر ایک نہایت خوبصورت لڑکی موجود تھی وہ مجھے دیکھتے ہی میری طرف متوجہ ہوئی اور مجھے برائی کی دعوت دی۔ میں نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کیا تو اس نے مجھے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اللہ پاک نے (برائی سے بچنے کے لیے) میرے دل میں ایک بات ڈال دی چنانچہ میں نے اس سے کہا کہ مجھے قضاء حاجت کے لیے بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہے۔ اس نے فوراً اپنی باندیوں اور خادموں سے کہا کہ جلدی سے بیت الخلاء ان کے لیے صاف کردو۔ میں نے بیت الخلاء میں داخل ہو کر اجابت کر کے نجاست کو اپنے بدن اور کپڑوں پر مل لیا اور اسی حالت میں باہر آیا۔ جب اُس نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو کہا کہ اسے فوراً یہاں سے باہر نکال دو یہ مجنون ہے۔ میرے پاس ایک درہم تھا میں نے اس سے ایک صابون خرید کر نہر میں جا کر غسل کیا اور کپڑے دھو کر پہن لیے۔ میں نے یہ راز کسی کو بتلایا نہیں جب میں رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ نے آکر مجھ سے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو جنت کی بشارت ہے اور معصیت سے بچنے کے لیے جو تدبیر تم نے اختیار کی تھی اس کے بدلہ میں تم کو یہ خوشبو پیش کی جارہی ہے چنانچہ میرے پورے بدن پر وہ خوشبو لگائی گئی جو میرے بدن اور کپڑوں سے ہر وقت مہکتی رہتی ہے۔ جو آج تک لوگ محسوس کرتے ہیں والحمد للہ رب العالمین [۳]

اللہ تعالیٰ صورتوں کو نہیں دلوں کو دیکھتے ہیں :

ایک حدیث شریف میں آتا ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں :

"ان اللہ لا ینظر الی صورکم وامرالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم [۴] اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مال و دولت کو نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ تو تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتے ہیں۔ اس حدیث شریف سے

---

[۳] الترغیب والترھیب الامام الیافعیؒ ص ۱۶۵

[۴] مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۴۵۴

معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قدر دلوں اور عملوں کی ہے حسن و جمال اور مال و دولت کی نہیں۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ بہت سے حسن و جمال والے اور بہت سے مال و دولت والے جو خدا کے نافرمان تھے وہ راندۂ درگاہ ہوگئے اور بہت سے بدصورت و بدشکل جن کے پلے کچھ بھی نہیں تھا وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوگئے۔ ذیل میں ایک صحابی کا واقعہ درج کیا جارہا ہے جس سے اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ واقعہ علامہ ابن الاثیر نے اپنی کتاب اُسُدُ الْغابَۃُ میں ذکر کیا ہے ملاحظہ فرمائیے :

''حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد اسودؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا میرا کالا پن اور بدصورتی مجھے جنت میں داخل ہونے سے روک سکتی ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اللہ اور رسول پر ایمان لاچکے ہو اور تقویٰ و پرہیزگاری کا راستہ اختیار کرچکے ہو تو ایسا ہرگز نہیں ہوگا (بلکہ اللہ کے یہاں تمہارا بہت بلند مقام ہوگا)۔ حضرت سعد اسودؓ نے کلمہ پڑھ کر اپنا ایمان ثابت کیا اور حضور ﷺ کے سامنے اپنی پریشانی کا اظہار کیا کہ یارسول اللہ جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور جو آپ کی مجلس میں نہیں آتے دونوں قسم کے لوگوں کے یہاں میں نے اپنی شادی کا پیغام دیا ہے لیکن میری بدصورتی کی وجہ سے کوئی بھی اپنی لڑکی دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے مدینہ منورہ کی سب سے خوبصورت اور سب سے باعزت گھرانے کی پڑھی لکھی سمجھدار لڑکی منتخب فرمائی اور فرمایا کہ تم عمرو بن وہب ثقفی کے پاس جاؤ ان کی لڑکی جو سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ سمجھ دار ہے اس کے ساتھ میں نے تمہارا نکاح کردیا اور تم جاکر عمرو بن وہب ثقفی کو میرا یہ پیغام سُنا دینا کہ ان لڑکی کا ساتھ میں نے تمہارا نکاح کردیا ہے حضرت سعدؓ نے جاکر لڑکی کے ماں باپ کو اطلاع دی تو ماں باپ نے اُن کو قبول کرنے سے انکار کردیا اور واپس کردیا۔ جب لڑکی نے یہ منظر دیکھا تو پردہ سے نکل کر بولی، بندۂ خدا واپس آجاؤ اگر اللہ کے نبی نے میرا نکاح تم سے کردیا ہے تو میں اپنے لیے اس کو پسند کرتی ہوں جس کو اللہ اور اللہ کے رسول نے پسند کیا ہے۔ وہ لڑکی ماں باپ سے کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے خلاف وحی نازل نہ ہوجائے، اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے بچیے۔ جب لڑکی کے باپ حضور ﷺ کی مجلس میں گئے تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم نے میرا بھیجا ہوا آدمی واپس کردیا؟ انہوں نے شرمندگی کا اظہار کیا اور توبہ کی اور عرض کیا کہ ہم کو شبہ ہوا کہ انہوں نے کہیں جھوٹ نہ کہا ہو ہم تو آپ کے تابع ہیں ہم ان کو اپنی لڑکی دیتے ہیں چنانچہ ماں باپ نے اپنی چہیتی بیٹی کو حضرت سعد اسودؓ کے حوالے کردیا۔ اس کے بعد حضرت

سعد اسودؓ اپنی بیوی کے لیے بازار سے کچھ سامان خریدنے کے لیے تشریف لے گئے اسی اثناء میں جنگ کا اعلان ہوا انہوں نے بیوی کے لیے سامان خریدنے کے بجائے اسی پیسہ سے تلوار، نیزہ، گھوڑا وغیرہ جنگی سامان خرید لیا اور جنگ میں جا کر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے، حضور ﷺ نے ان کے سر مبارک کو اپنی گود میں لیا اور پھر ان کی تلوار اور گھوڑا وغیرہ ان کی بیوی کے پاس بھیجا، ان کی سسرال والوں کو کہلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری لڑکی سے زیادہ خوبصورت لڑکیوں سے آخرت میں ان کی شادی کرادی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ظاہری خوبصورتی کو نہیں دیکھتا بلکہ اندرونی سیرت اور قلوب کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد اسودؓ کو اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے۔ ۵

☆

القاسم اکیڈمی کی عظیم اور تاریخی پیش کش

سوانح قائد ملت حضرت مولانا مفتی محمودؒ

تصنیف : مولانا عبد القیوم حقانی

تذکرہ وسوانح، سیرت واخلاق، تحصیل علم و تکمیل، درس وافادہ، ذوق علم اور شوقِ مطالعہ، علمی انہماک، زہد و تقویٰ، عشقِ رسولؐ و اتباع سنت، تواضع وعبدیت، عزیمت وتوکل، بے نفسی وفنائیت، سیاسی بصیرت وعظمت، علمی ودینی اور سیاسی کارنامے، حکمت وبصیرت، لطائف وبذلہ سنجیاں، مرزائیت کا تعاقب وردّ فرقِ باطلہ، اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد اور مساعی مسلسل، قید وبند کی صعوبتیں الغرض

ایک تاریخ، ایک تحریک اور ایک انقلاب کی داستان

عمدہ کاغذ، مضبوط جلد بندی اور شاندار طباعت صفحات 336 : قیمت =/120 روپے

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، نوشہرہ، سرحد، پاکستان

---

۵ أسد الغابہ ج ۲ ص ۲۶۸

باب اول قسط: ۱۴

تحریکِ احمدیت

﴿برطانوی یہودی گٹھ جوڑ﴾

زیرِ نظر مضمون جناب بشیر احمد صاحب کی انگریزی کتاب Ahmedia Movement British-Jewish Connection ----- کا اُردو ترجمہ (تحریکِ احمدیت برطانوی یہودی گٹھ جوڑ) جو جناب احمد علی ظفر صاحب نے کیا ہے۔ کتاب کا مواد انڈیا آفس لائبریری لندن سے حاصل کیا گیا ہے جو پنجاب انٹیلی جنس کی رپورٹ پر مشتمل ہے۔ ادارہ اس کی محض تاریخی افادیت کے پیشِ نظر اسے قسط وار قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ رپورٹ کے مندرجات اور مصنف کے ذاتی رجحانات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

سرکار کی خفیہ سرپرستی :

مذہبی اختلافات کو پروان چڑھانا سامراجی حکمت عملی کا ایک حصہ تھا جس نے ہندوستانی معاشرے کو درجنوں چھوٹے چھوٹے متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ مختلف مذہبی تنظیموں کے درمیان اختلافات کو بڑھانے کے لیے برطانوی انٹیلی جنس نے اشتعال انگیز اور بدزبانی سے لبریز مواد اپنے آلہ کاروں کے ذریعے پھیلانا شروع کر دیا۔ مذہبی مہم جوؤں نے اپنے مخالفین پر حملوں کے لیے پریس کو بڑی آزادی سے استعمال کیا تا کہ انہیں بے فائدہ مذہبی تنازعات میں مشغول رکھا جا سکے۔ ۱۸۸۶ء میں حکومت نے ہندوستان میں آٹھ ہزار نو سو تریسٹھ رسالوں کو مندرج کیا جن میں سے ایک ہزار چار سو پچاسی اردو میں، ایک ہزار تین سو باون بنگالی میں، آٹھ سو تینتالیس ہندی میں، چھ سو نواسی انگریزی میں اور بقیہ دیگر زبانوں میں تھے۔ ان میں سے زیادہ تر مذہبی تنازعات سے بھرے ہوتے تھے۔ [1]

1. Report of the Misionary Conference London , New York 1888,p.319

مرزا غلام احمد نے ایک مخصوص انداز میں ہندو اور عیسائی مذہبی رہنماؤں کے خلاف مذہبی تنازعات شروع کیے۔ آپ نے ان کو مباہلوں کے لیے للکارا۔ ان کی مذمت میں الہام اور وحی پیش کی اور ان کے خلاف ذلیل زبان استعمال کر کے انہیں اشتعال دلایا تا کہ وہ جوابی کارروائی کریں۔ آپ کی اس ذلیل جنگ کا نتیجہ اسلام کے خلاف بہت سی توہین آمیز تحریروں کی صورت میں نکلا۔ (مولانا مظہر علی اظہر۔ ''ستیارتھ پرکاش اور غلام احمد'' لاہور) حکومت پنجاب نے صوبے میں موجود مختلف گروہوں اور فرقوں کے درمیان ان تنازعات کا قریبی جائزہ لیا۔ اعلیٰ برطانوی حکام کو مذہبی لڑائی بھڑکانے میں مرزا غلام احمد کی سرگرمیوں کی خصوصی رپورٹ دی گئی۔

۱۸۹۳ء میں ضلع امرتسر کے ایک میڈیکل مشنری ہنری مارٹن کلارک کے ساتھ آپ نے ایک مذہبی مباحثہ کیا جس کے نتیجے میں امرتسر میں مرزا غلام احمد اور عبداللہ آتھم کے درمیان بحث چھڑ گئی جو کہ مسلمان سے عیسائی ہوا تھا اور سیالکوٹ میں ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھا۔ حکومت پنجاب کے محکمہ داخلہ کی روداد میں ایسے مباحث کا ایک سلسلہ دیا گیا ہے جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مختلف عنوانات کے تحت ہوئے تھے عیسائیوں کی طرف سے ہنری مارٹن اور عبداللہ آتھم جبکہ مسلمانوں کی نام نہاد نمائندگی کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی پیش ہوتے تھے۔ یہ مباحثہ کسی بھی فریق کی کامیابی کے بغیر چودہ دن جاری رہنے کے بعد ختم ہو گیا۔ مرزا صاحب نے فریق مخالف یعنی پادری آتھم کی پندرہ ماہ کے اندر اندر موت کی پیش گوئی کی۔ یہ آپ کو خواب میں خدا کی طرف سے وحی کی صورت میں بتایا گیا تھا۔ آپ نے تسلیم کیا کہ آتھم کی موت نہ ہونے کی صورت میں آپ کو بیشک بے عزت کیا جائے اور جھوٹی بات پر اڑے رہنے پر پھانسی دے دی جائے۔ (حکومت پنجاب روداد محکمہ داخلہ۔ جنوری تا جولائی ۱۸۹۴ منجانب جے۔ جے سائم ناظم ہدایات عامہ پنجاب۔ بجانب چیف سیکرٹری حکومت پنجاب۔ نمبر ۷۵۴ بتاریخ ۲۲ رفروری ۱۸۹۴ انڈیا آفس لائبریری لندن)

۴ر ستمبر ۱۸۹۷ء کو پندرہ ماہ کی معیاد ختم ہو گئی اور آتھم نہ مرا۔ عیسائی پادریوں نے احمدیوں کا مذاق اُڑایا اور قادیانی شاطر کی مذمت کی۔ مرزا صاحب بے حیائی سے اپنی اس پیش گوئی کی تکمیل پر اڑے رہے۔ آپ کا کہنا تھا کہ آتھم نے دراصل سچائی کی طرف رجوع کر کے خود کو بچا لیا۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے ''ایک خطرناک جنونی'' کے عنوان سے لکھا :

> '' پنجاب میں ایک مشہور جنونی ہے جس کا ہمیں پتا چلا ہے کہ گورداسپور میں ہے اور اپنے آپ کو مسلمان اور مسیح موعود کہتا ہے۔ امرتسر میں ایک مقامی عیسائی شریف آدمی کے بارے میں موت کی پیش گوئیوں نے چند ماہ تک شہر میں ہیجان برپا کیے رکھا لیکن بدقسمتی سے اس کے الہامی دعوے بری طرح سے اسی کو واپس مل گئے اور مرنے والا ابھی زندہ ہے۔ اس طرح کا جنونی شخص لازمی

طور پر پولیس کی نگرانی میں ہے ۔ جہاں کہیں بھی وہ باہر پرچار کرنے کے لیے جاتا ہے تو امن کو شدید خطرہ لاحق ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ اس کے کافی پیروکار ہیں جو جنون میں اس سے تھوڑے سے کم تر ہیں ۔ یقیناً ایسے آدمی کے بے سود الہامات و تخیلات سے کسی سیاسی خطرے کا اندیشہ نہیں ہو سکتا لیکن اس کے پاگل پن میں ایک طریق کار ہے ۔ بلاشبہہ اس میں تعلیمی قابلیت ہے اور اس کی تحریریں ضخیم جلدوں میں ہیں ۔ یہ تمام باتیں ایک خطرہ کی نشاندہی کرتی ہیں ۔ یہ درست ہے کہ راسخ العقیدہ لوگوں میں وہ ایک ملعون شخص ہے جس کی شہرت مدراس جیسی دور دراز جگہ پر بھی پہنچ گئی ہے"۔ ۲

آتھم کی طرح مرزا صاحب نے ایک ریٹائرڈ پولیس ملازم پنڈت لیکھ رام پشاوری آریہ سماجی کے ساتھ مباحثہ شروع کیا ۔ آپ نے پیش گوئی کی کہ لیکھ رام فروری ۱۸۹۸ تک مرجائے گا ۔ اس کو بنی اسرائیل کے ایک بچھڑے کے طور پر پیش کیا گیا ۔ ۶ / مارچ ۱۸۹۷ء کو لاہور میں لیکھ رام پُر اسرار طور پر قتل ہو گیا ۔ جس سے پنجاب میں وسیع پیانے پر فرقہ وارانہ تناؤ پیدا ہو گیا ۔ اس صورت حال کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے مرزا صاحب نے اپنے دعوے پر مزید زور دیا ۔

ایک آریہ سماج رہنما لالہ لاجپت رائے اس واقع کے سلسلے میں بیان کرتا ہے :

" آریہ سماج کی تاریخ میں مارچ ۱۸۹۷ء میں لیکھ رام کا قتل ایک یادگار واقعہ ہے ۔ وہ ایک پُر لگن آریہ سماجی اور سوامی دیانند کا مخلص پیروکار تھا ۔ پرتی ندھی سبھا نے اسے گزر اوقات کے لیے کچھ رقم دے رکھی تھی ۔ وہ شائستہ نہ تھا قتل کے بعد لاہور میں اس کی ارتھی جلائی گئی ۔ قاتل کی نشاندہی کے لیے ایک کمیٹی قائم کی گئی اور کمیٹی کا کام لاجپت کے سپرد کیا گیا ۔ پولیس اور سماج نے ملزم کو ڈھونڈنے کے لیے اپنے اپنے آلہ کاروں کی ذمہ داری لگائی ، مگر مسلمانوں نے ان کے تمام منصوبے تلپٹ کر دیئے ۔ دو یا تین آدمی گرفتار ہوئے مگر عدمِ شناخت کی وجہ سے اُنہیں چھوڑ دیا گیا ۔ لوگ مکمل طور پر جانتے تھے کہ اس کے پیچھے ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ لاہور کے مسلمان قاتل کے ہمدرد تھے اور یہ قتل ایک بڑی سازش کا نتیجہ تھا جس میں لاہور کے مسلمان رئیس شامل تھے جنہوں نے قاتل کو پناہ دی اور بھاگ جانے میں مدد دی"۔ ۳

---

2. The Civil & Military Gazzette, 24October 1894

3. Lajpat Rai, Autobiographical Writings-edit by V. C. Joshi, Dehli, 1965, p.75

نورا کشتی :

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے جو آتھم کا سرپرست تھا یکم اگست ۱۸۹۷ کو امرتسر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مرزا غلام احمد پر تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۰۷ کا مقدمہ درج کروادیا جس میں یہ الزام لگایا کہ مرزا صاحب نے عبدالمجید نامی شخص کو بھیج کر اسے قتل کرانے کی کوشش کی ۔ مقدمہ بعد ازاں مسئلہ اختیار سماعت کی بنیاد پر ضلعی منتظم گورداسپور کی عدات میں چلایا گیا۔ سماعت کے دوران پولیس نے مرزا غلام احمد کی طرف سے پیروی کے وقت عبدالمجید پر دباؤ ڈالا کہ وہ اپنے پہلے بیان کو تبدیل کردے۔ اس سے مقدمہ کی بنیادیں ہل گئیں ۔مرزا صاحب کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ کی جاسکتی تھی ۔ یہ ایک جوڑ توڑ کا معاملہ تھا۔ انگریزوں نے اپنی تیار کردہ ساری کارروائی بڑی دلچسپی سے دیکھی ۔کرنل ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے بعد ازاں عبدالرحیم درد کو بتایا کہ اس مقدمے کی ساری نگرانی حکومت پنجاب نے کی تھی۔ ۴؎

ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ نے مرزا صاحب کے بارے میں قائم شدہ اس عام تاثر کو زائل کردیا کہ آپ اپنی پیش گوئیوں کی تکمیل کے لیے اپنے آلہ کاروں کے ذریعے اپنے مخالفین کو قتل کروادیتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنے مخالفوں کو مباہلوں کی للکار دی اور ان کی تذلیل جاری رکھی ۔حتیٰ کہ ۲۴ رفروری ۱۸۹۹ء کو حکومت پنجاب نے آپ کو حکم دیا کہ آپ کسی ایسی پیش گوئی کی اشاعت سے باز رہیں جس میں کسی شخص کی تذلیل مقصود ہو یا اسے خدائی قہر کا نشانہ بنایا جائے۔ اس حکم کا مقصد مذہبی غیظ وغضب سے اُٹھنے والی شدت کو روکنا تھا اور آپ کے مخالفین کو ٹھنڈا کرنا تھا جو زیادہ تر محمد حسین بٹالوی کے پیروکار تھے ۔ برطانوی حکمت عملی میں کوئی تبدیلی نہ آئی ۔ یہ ایک عارضی اقدام تھا۔ برطانوی سلطنت کے وفادار آلہ کار مرزا صاحب نے بڑی وفاداری سے حکم کی تعمیل کی اور کچھ عرصہ تک آپ نے زبان سے ایسے الہامات پر مبنی ایک لفظ نہیں نکالا۔ اگر آپ خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہوتے اور خدا نے اپنی خواہش آپ پر منکشف کی ہوتی تو کبھی خاموش نہ رہتے ۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے برطانوی آقاؤں کی لے پر رقص کررہے تھے۔ آپ محض برطانوی سامراجیت کے ترجمان تھے اور آپ کا کوئی خدائی نصب العین نہ تھا سوائے اس کے کہ برطانوی نو آبادکاروں کے سیاسی منصوبوں کی تکمیل کی جاسکے۔ (جاری ہے)

---

4. A.R.Dard,Autobiographical Writings-edit by Vijya.Chandra Joshi,Dehli, 1965,p.75

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانی جامعہ حضرت اقدس مولانا سید حامد میاںؒ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (لاہور رائیونڈ نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۰ میں خرید کیا تھا۔

الحمد للہ حضرت اقدس مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ۷؍ربیع الاول ۱۴۲۱ھ ۱۱؍جون ۲۰۰۰ء کو اپنے دستِ مبارک سے ''مسجد حامد'' اور ''جامعه مدنيه جديد'' کا سنگ بنیاد رکھ کر اس کی باقاعدہ تعمیر کا آغاز کردیا ہے۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی طرف سے توفیق عطا کیے گئے اہل خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔

اس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازہ کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر پانچ ہزار روپے لاگت آئے گی۔ حسب استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقہ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سید محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اراکین اور خدام جامعہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

۲۔ سید محمود میاں ''بيت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور پاکستان

۱۔ سید محمود میاں ''جامعه مدنيه جديد'' محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور پاکستان

فون نمبر : 042-7726702 042-7724581

اکاؤنٹ نمبر جامعہ مدنیہ جدید : 7915-3 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ لاہور

اکاؤنٹ نمبر مسجد حامد : 1046-1 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ لاہور

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

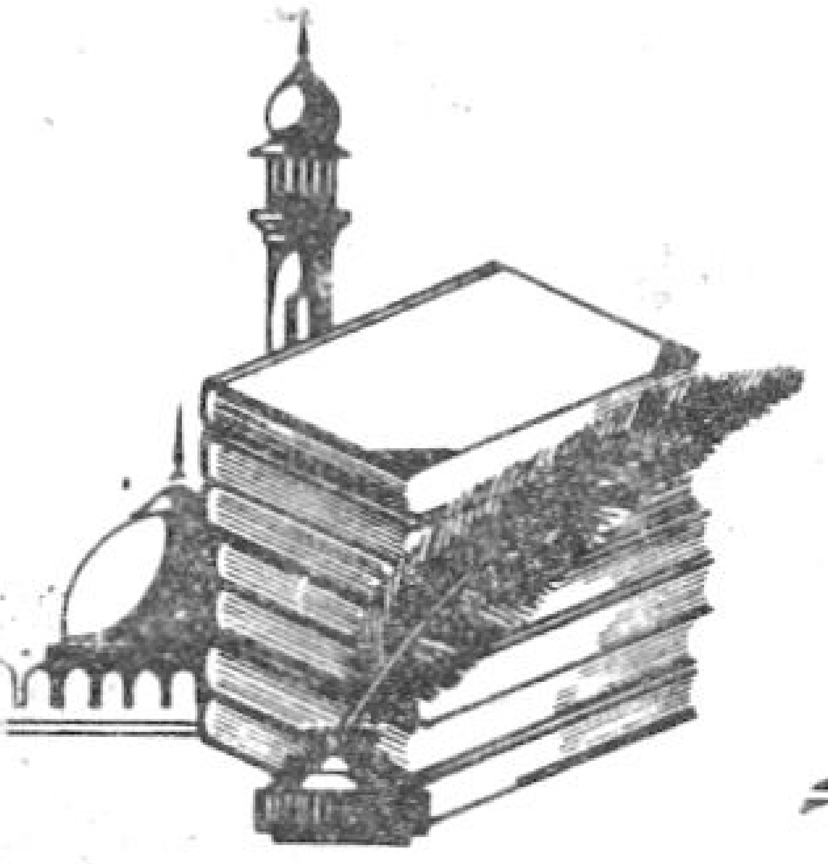

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : قبر کی زندگی

تصنیف : حضرت مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی مدظلہ

صفحات : ۶۴۸

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : انجمن خدام الاسلام باغبانپورہ لاہور

قیمت : /۲۴۰

یہ دور دورِ پرفتن ہے اس دور میں نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں جان کے فتنے، مال کے فتنے، اعمال کے فتنے، ایمان کے فتنے۔

الٰہی خیر ہو کہ فتنۂ آخر زماں آیا رہے ایمان و دیں باقی کہ وقتِ امتحان آیا

انہی فتنوں میں سے ایک فتنہ اُمت مسلمہ کے طے شدہ اور اجماعی مسائل کو تختۂ مشق بنانے کا فتنہ ہے۔ چنانچہ آج کل عام طور پر دیکھنے میں آرہا ہے کہ جو مسائل جمہور علماء اور ائمہ مجتہدین کے یہاں طے شدہ اور اجماعی ہیں اُن میں تحقیق کے نام سے تشکیک پیدا کی جارہی ہے تاکہ عوام الناس کے قلوب و اذہان سے مسائل اجماعیہ کی اہمیت ختم ہو جائے اور وہ اپنے من مانے عقائد و اعمال کو اپنا سکیں۔

اجماعی عقائد میں سے ایک حیات النبی ﷺ کا عقیدہ ہے جو شروع سے اُمت میں اجماعی چلا آرہا ہے بدقسمتی سے موجودہ دور کے غیر مقلدین حضرات اور اُن کے ہمنوا جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے حضرات اس عقیدہ کو متنازع بنانے کی ناکام کوششوں میں لگے ہوئے ہیں اور عوام الناس کے سامنے اسے اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ عقل سر پیٹ کررہ جاتی ہے۔ غیر مقلدین حضرات کا تو کیا شکوہ کہ ان کا تو اُوڑھنا بچھونا ہی اختلاف و انتشار بن کررہ گیا ہے اصل شکوہ کارپردازانِ جماعت اشاعت التوحید والسنۃ سے ہے کہ یہ حضرات ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا تعلق علماء اہل سنت

علماء دیو بند سے ہے دوسری طرف یہ لوگ اکابر علماء دیو بند کے مسلمہ عقائد سے انحراف بھی کرتے ہیں یہ دوغلی پالیسی سمجھ نہیں آتی، صاف بات ہے کہ یا تو یہ حضرات اکابر علماء دیو بند کے مسلمہ عقائد (جن میں حیات النبی، سماع عند القبر الشریف، استشفاع اور توسل داخل ہیں جیسا کہ علماء دیو بند کے عقائد کی کتاب المہند علی المفند میں اس کی تصریح ہے) کو دل سے تسلیم کریں یا اپنے آپ کو علماء دیو بند کی طرف منسوب کرنا چھوڑ دیں۔

اکابر علماء دیو بند شروع دن سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں اور اس عقیدہ کے اثبات میں انہوں نے بہت سی کتابیں تحریر فرمائی ہیں اسی سلسلہ کی ایک کتاب ''قبر کی زندگی'' ہے جس پر اس وقت تبصرہ مقصود ہے۔ یہ کتاب حضرت مولانا نور احمد صاحب تونسوی مدظلہ العالی نے تحریر فرمائی ہے اس میں آپ نے تفصیل کے ساتھ عقیدہ حیات النبی، سماع موتی، مسئلہ توسل وغیرہ کو کتاب وسنت کے ٹھوس دلائل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور اس سلسلہ میں منکرین حیات النبی جو شکوک وشبہات پیش کرتے ہیں ان کے مسکت جوابات دیئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انداز بیان نہایت آسان ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب اس مسئلہ پر لکھی جانے والی کتابوں میں امتیازی حیثیت کی حامل ہو گئی ہے۔ یہ کتاب جہاں علماء وطلباء کے لیے کارآمد ہے وہیں عوام الناس کے لیے بھی مفید ہے۔

☆

نام کتاب : ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن

افادات : حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر

ترتیب : مولانا محمد نواز بلوچ

صفحات : ۲۴۰

سائز : ۲۰×۲۶/۸

ناشر : میر محمد لقمان برادران سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

قیمت : /۲۲۵

ترجمان اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، آپ کی علمی ودینی خدمات تقریباً پون صدی پر محیط ہیں۔ آپ کی دینی خدمات میں آپ کا درسِ قرآن خاص اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ جامع مسجد گکھڑ میں روزانہ فجر کی نماز کے بعد درس قرآن دیا کرتے تھے۔ یہ درس چونکہ مقامی اور عام سامعین کے لیے ہوتا تھا اس لیے پنجابی زبان میں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا نواز

بلوچ صاحب کو کہ انہوں نے ان قیمتی دروس کو کیسٹس سے نقل کر کے اردو کا جامہ پہنا کر عوام کے سامنے پیش کر دیا۔ پیشِ نظر کتاب ''ذخیرۃ الجنان'' انہی دروس کی خشتِ اول ہے۔ اس کتاب میں سورۂ فاتحہ اور پہلے پارے کی تفسیر بیان کی گئی ہے، اس تفسیر میں حضرت شیخ کا انداز عالمانہ ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی آسان ہے جسے ہر پڑھا لکھا اور معمولی استعداد والا شخص سمجھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ کی عمر دراز فرمائے اور آپ کے متعلقین کو توفیق دے کہ وہ حضرت کے افادات سے عوام الناس کو بہرہ مند کرتے رہیں۔ کتاب معنوی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری خوبیوں سے بھی آراستہ ہے، تاہم قیمت زیادہ معلوم ہوتی ہے اگر قیمت میں کمی کی جائے تو اچھا ہے تاکہ معمولی حیثیت رکھنے والے افراد بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔

☆

نام کتاب : سوانح قائدِ ملت حضرت مولانا مفتی محمودؒ

تالیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

صفحات : ۳۳۶

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہؓ نوشہرہ

قیمت : ۱۲۰/

مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب زید مجدہم ملک کے معروف قلم کار ہیں، آپ کے قلمِ حقیقت رقم سے بہت سی چھوٹی بڑی اور قیمتی کتابیں نکل چکی ہیں۔ زیرِ تبصرہ کتاب ''سوانح قائدِ ملت'' آپ کی تازہ ترین تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے قائدِ ملت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تفصیلی حالات ذکر کیے ہیں۔ جن میں آپ کا خاندانی پس منظر، آپ کی تعلیم و تربیت، آپ کے اخلاق و اوصاف، آپ کی متنوع الاقسام دینی و مذہبی ملکی و ملی سیاسی و نظریاتی خدمات شامل ہیں، اندازِ بیان سہل اور دل نشیں ہے۔

ایک مقام پر ایسے محسوس ہوتا ہے کہ حوالہ غلط درج ہو گیا ہے جس کی تصحیح ضروری ہے چنانچہ صفحہ ۲۶۱ پر ایک عنوان ہے ''تصویر کو کبھی درست اور صحیح قرار نہیں دیا'' اس عنوان کے تحت مفتی زرولی صاحب کا بیان درج کیا گیا ہے اور حوالہ دیا گیا ہے قومی ڈائجسٹ صفحہ ۲۳۴ کا، راقم الحروف نے قومی ڈائجسٹ میں یہ حوالہ چیک کیا تو اس میں نہیں ملا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حوالہ قومی ڈائجسٹ کے بجائے کسی دوسری کتاب کا ہے، حوالہ دینے میں احتیاط ضروری ہے۔ مجموعی طور پر یہ کتاب نہایت عمدہ کاوش ہے اور حسنِ معنوی کے ساتھ حسنِ ظاہری سے بھی آراستہ ہے، قیمت بھی انتہائی مناسب ہے۔

نام کتاب : ماہِ صفر کے احکام اور جاہلانہ خیالات

تصنیف : مولانا مفتی محمد رضوان صاحب

صفحات : ۸۰

ناشر : ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

قیمت : ۲۰/

پیشِ نظر کتاب ماہِ صفر اور اس سے متعلق پائی جانے والی خوبیوں کے تذکرہ پر مشتمل ہے جس میں زمانۂ جاہلیت اور موجودہ لوگوں کے نظریات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور ساتھ ہی موجودہ دور کے بیسیوں توہمات، خرافات، باطل نظریات اور جاہلانہ خیالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ آخر میں چند ایسی حقیقی چیزوں کے بارہ میں غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا ہے جن کا بعض لوگوں نے توہمات سمجھ کر انکار کرنا شروع کر دیا ہے، ہدیہ صرف ۲۰ روپے ہے قارئین کو اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔

☆

نام کتاب : پانی کا بحران اور اس کا حل

تصنیف : مولانا مفتی محمد رضوان صاحب

صفحات : ۸۲

ناشر : ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

قیمت : ۱۰/

اس رسالہ میں پانی کی نعمت اور بارش نازل ہونے کے قدرتی نظام کو قرآنی تفصیلات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے نیز سمندروں اور دریاؤں کے پانی میں پائی جانے والی قدرت کی نشانیوں کو ایمان افروز انداز میں تحریر کیا گیا ہے اور موجودہ دور میں پانی کی کمی، بارانِ رحمت سے محرومی، فصل کی قلت، لوڈ شیڈنگ جیسے مصائب اور عذابِ الٰہی کے اسباب اور اس کے نتائج ونقصانات کو واضح کیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس کا حل کتاب وسنت کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ پانی کی نعمت ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے اور اس سے محرومی ہلاکت کا سبب ہے۔ اس حوالہ سے ہر مسلمان کے لیے اس رسالہ کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس موضوع پر قلم اُٹھا کر ایک انتہائی ضرورت کی طرف توجہ دلائی۔ (ن۔ا)

مسجد حامد کے لیے خصوصی اپیل

رائیونڈ روڈ پر زیرِ تعمیر مسجد حامد کے ہال کی چھت ڈالنے کا مرحلہ آ گیا ہے۔ لینٹر کے لیے درکار میٹریل کی تفصیل درج ذیل ہے۔ اہل خیر حضرات سے اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی گزارش ہے۔

لینٹر کا رقبہ = 9050 فٹ

سریا 18 ٹن	3,60,000.00
بجری 4800CFT	85,000.00
ریت 2400CFT	15,000.00
سیمنٹ (700 Bags)	1,75,000.00
الیکٹرک پائپ	25,000.00
دیواریں اور بیم	2,50,000.00
مزدوری	1,30,000.00
	Rs: 10,40,000.00

☆

انتقالِ پُر ملال

ماہ اگست کی ۲۰ر تاریخ کو جناب محمد شریف صاحب عرف جن عارف والا میں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے، حضرت شیخ الاسلامؒ سے بیعت اور ان کے جانثاروں میں سے تھے، بطور باڈی گارڈ حضرتؒ کے ہر وقت ساتھ رہتے تھے۔ قوی الجثہ اور طویل القامت تھے، حضرتؒ مزاحاً ان کو "جن" کہہ کر پکارتے تھے یہی بعد میں ان کا عرف بن گیا۔ بہت زندہ دل اور مجلسی انسان تھے بیس سال قبل عارف والا جانے سے پہلے پی پی آئی میں بطورِ رپورٹر کام کرتے رہے ہیں۔ اہل حق سے قلبی تعلق رکھتے تھے قرآن پاک کثرت سے تلاوت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اطاعت کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے پسماندگان کی کفالت اور صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں ان کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، قارئین سے بھی یہی اپیل ہے۔

رائیونڈ روڈ   زیر تعمیر مسجد حامد کے ہال کی شمالی اور جنوبی گیلری کا لینٹر جو مکمل ہو چکا ہے